ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

مارچ 2020ء - رجب المرجب 1441ھ (جلد 17 شمارہ 07)

جلد 17 شمارہ 07

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

مارچ 2020ء - رجب المرجب 1441ھ

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................... 25 روپے
سالانہ.................. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈوکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.............خواتین پر غیر متعلقہ کاموں کا بوجھ ڈالنا.........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط2)....."رحمِ مادر" میں حمل کی نقشہ سازی.......... // // 5

درسِ حدیث .... عذابِ قبر کے اسباب اور اس

میں مبتلا اشخاص (ساتویں وآخری قسط).......................... // // 19

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات.. // // 25

مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط3)..............................مولانا شعیب احمد 29

ماہِ صفر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.................مولانا طارق محمود 34

علم کے مینار:..... تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل......مفتی غلام بلال 36

تذکرۂ اولیاء: ....فتح مکہ کے موقعہ پر عمر رضی اللہ عنہ کا بتوں

کی تصاویر مٹانا..مفتی محمد ناصر 41

پیارے بچو!......................تنظیموں کے جھگڑے...............مولانا محمد ریحان 43

بزمِ خواتین ....خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (پہلا حصہ)........مفتی طلحہ مدثر 45

آپ کے دینی مسائل کا حل........شبلی اور فراہی (قسط1)..............ادارہ 53

کیا آپ جانتے ہیں؟.........عید کے دن قبرستان جانا........مفتی محمد رضوان 77

عبرت کدہ .... فرعون کی دھمکیاں اور "رجلِ مومن"

کی دعوت (حصہ سوم)..مولانا طارق محمود 80

طب وصحت............................سونف...................حکیم مفتی محمد ناصر 84

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.............................. // // 89

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 90

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

خواتین پر غیر متعلقہ کاموں کا بوجھ ڈالنا

بعض لوگوں سے سنا ہے کہ ہمارے ملک میں ایک قوم ایسی ہے کہ جن کے مرد حضرات وافراد کسی قسم کا خانگی اور بیرونی کوئی کام کاج نہیں کرتے، بلکہ وہ مزے سے بیٹھ کر پکا پکایا کھاتے پیتے ہیں، دن بھر آوارہ گردی کرتے پھرتے ہیں، اور گھر باہر کا سب کام کاج ان کی عورتیں اور بیویاں کرتی ہیں، ہم نے بھی ایسی کئی عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کو ساتھ لیے پھرتی ہیں، بعض نے کمر پر جھولی باندھ کر اس میں چھوٹے بچے کو ڈالا ہوا ہوتا ہے، جو بچے چلنے پھرنے کے قابل ہوتے ہیں، وہ ساتھ میں پیدل چل رہے ہوتے ہیں اور یہ عورتیں، دن بھر کھیتی باڑی، محنت، مزدوری کرتی ہیں، شام کو اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا بھی لاد کر لاتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی اسی طرح ان مظلوم خواتین کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں، پہاڑی علاقوں میں تو بے چاری مظلوم عورتیں مشکل ترین چڑھائیوں کو عبور کر کے اس طرح کا کام کاج نہایت محنت ومشقت کے ساتھ کرتی ہیں، اس کے ساتھ بچوں کی پرورش اور پھر گھر کا کام کاج، کھانا بنانا، صفائی کرنا، کپڑے دھونا وغیرہ، یہ سب اور اس قسم کی دوسری ذمہ داریاں بھی ان بے کس وبے چاری مظلوم عورتوں کے سر پر ہوتی ہیں۔

بتلائیے یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ عورتیں حمل کی تکلیف بھی برداشت کریں، پھر ولادت کی تکلیف بھی برداشت کریں، پھر بچوں کی پرورش کی تکلیف بھی برداشت کریں، اور گھر کا سارا کام کاج بھی کریں، مرد حضرات اور بچوں اور پورے اہلِ خانہ کے کپڑے بھی دھوئیں، استری بھی کریں، گھر کی صفائی بھی کریں، برتن بھانڈے بھی دھوئیں، کھانا پکانا بھی کریں، اور اس سے بڑھ کر باہر کی ذمہ داریاں بھی ساری خود ہی پوری کریں، سودا سلف لانا، یہاں تک کہ محنت مزدوری کر کے اخراجات و ضروریات کا حاصل ومہیا کرنا وغیرہ وغیرہ، بھی ان مظلوم خواتین ہی کے ذمہ ہو۔

اوپر سے ان کے شوہر اور سرپرست ان مظلوم عورتوں کی طرف سے خلافِ طبع کام ہونے پر انتہائی

www.idaraghufran.org

ڈھٹائی اور دھڑلے کے ساتھ ان کی مار کٹائی بھی کرتے ہیں۔

غور فرمایئے کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے، جس نے یورپ اور زمانۂ جاہلیت کے خواتین پر ہونے والے کئی مظالم کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے، معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے عورتوں کو کیا کچھ سمجھ لیا، جبکہ یہ سب کے سب کسی نہ کسی عورت (یعنی اپنی ماں) ہی کے ذریعہ سے دنیا میں آنے کے قابل ہوئے۔

عورتوں پر ہونے والے اس طرح کے مظالم کی اسلام میں ہرگز ہرگز گنجائش نہیں۔

اور ایسے ظالم لوگوں کی آخرت میں نجات بہت مشکل ہے۔

معلوم نہیں کہ ہمارے وہ مقتداء حضرات، جو رات دن یورپ میں عورتوں کی آزادی کے خلاف نہی عن المنکر کا فریضہ اداء کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، تقریر کے علاوہ مستقل تحریرات بھی اس موضوع پر لکھتے ہیں، وہ اپنے معاشرے کے ان مظالم سے کیوں آنکھیں بند کر لیتے ہیں؟ کیا صرف کافر ہی نہی عن المنکر کے مخاطب ہیں، مسلمانوں کو اس کی ضرورت نہیں؟

اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج کل ذرائع ابلاغ اور میڈیا کا دور ہے، عالمِ کفر اور دنیائے کفر، بطورِ خاص اہلِ یورپ سے ہمارے یہاں کے اس قسم کے حالات ہرگز مخفی نہیں ہیں، وہ اس قسم کے حالات کے باقاعدہ آڈیو، وڈیو پروگرام تیار کر کے دنیا بھر میں ان کی نشر واشاعت کرتے ہیں، جس سے مسلمان، اور ان کا ملک تو بدنام ہوتا ہی ہے، بعض اوقات ناواقف لوگوں کو اسلام سے ہی بدگمانی ہو جاتی ہے۔

دوسری طرف وہ ان حالات کا تقابل کر کے، یورپ میں عورتوں کی آزادی کے طرزِ عمل کو صحیح اور بہتر سمجھتے ہیں، اور جب مسلمانوں کی طرف سے اپنے طرزِ عمل کے خلاف باتیں سنتے ہیں، تو ان کے ذہنوں میں غلط تاثر قائم ہوتا ہے۔

پھر ان سب باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے مسلمانوں کو عورتوں پر مظالم کا ارتکاب کرنے پر عنداللہ مؤاخذہ سے ڈرنا چاہئے، مگر افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کی طرف سے بہت سے کام صرف کفار کے خلاف اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے تک محدود رہ گئے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں خود مسلمان، دین واسلام سے بہت پیچھے جا چکے ہیں۔

ہمیں اپنے اس طرزِ عمل کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط2، آیت نمبر5) مفتی محمد رضوان

''رحمِ مادر'' میں حمل کی نقشہ سازی

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورة آل عمران، رقم الآية ۵)

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے، جو تصویر بناتا ہے تمہاری، رحموں کے اندر، جس طرح چاہتا ہے وہ، نہیں ہے کوئی معبود، سوائے اس کے، جو عزیز ہے، حکیم ہے (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ ماؤں کے رحموں کے اندر حمل اور بچہ کی تصویر کو اللہ تعالیٰ اپنی حسبِ مشیت بناتا ہے، تنہا وہی معبودِ برحق ہے، جو کہ عزیز یعنی زبردست طاقت وقدرت والا ہے، اور حکیم یعنی انتہائی حکمت والا ہے۔

جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ جو کام بھی، جس وقت، جس طرح کرنا چاہتا ہے، وہ اس وقت اسی طرح اس کی مشیت کے مطابق عدم سے وجود میں آجاتا ہے، اور اس کے سامنے کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی، کیونکہ وہ ''عزیز'' یعنی زبردست طاقت وقدرت والا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ''حکیم'' یعنی انتہائی حکمت والا بھی ہے، اس لیے اس کا کوئی بھی کام حکمت کے بغیر صرف طاقت وقدرت کے بل بوتے پر نہیں ہوتا، بلکہ انتہائی حکمت پر بھی مبنی ہوتا ہے۔

عربی زبان میں ''الارحام'' دراصل ''رحم'' کی جمع ہے، اور رحم، بچہ دانی کو کہا جاتا ہے، جس میں نطفہ یا مادۂ منویہ حمل کی شکل میں استقرار پاتا ہے، اور اس کے بعد اس حمل یا بچہ کی پیدائش تک تمام مراحل وہیں پیش آتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور شانِ عالیہ کی بڑی بڑی نشانیاں اپنے اندر لیے ہوئے ہوتے ہیں، جن کی ایک مثال مذکورہ آیت میں ذکر کی گئی، یعنی تمام ارحام کے اندر تصویر ونقشہ سازی کرنا، جس سے مراد ایسی محسوس ومعقول صورت کا عدم سے وجود میں لانا ہے، جو

اس کو دوسرے سے ممتاز کرتی ہے،اور یہ امتیاز محسوس شکل میں بھی ہوتا ہے،اور معقول شکل میں بھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے''مصوِّر''ہونے کی حقیقت یہی ہے،جوذکر کی گئی،اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک مستقل نام''المصوّر''بھی ہے۔

اس لیے حقیقی مصور اللہ ہی کی ذات ہے،اور انسان کو جومصور کہا جاتا ہے،یا کسی غیرُ اللہ کی طرف مصور ہونے کی جونسبت کی جاتی ہے،وہ اللہ کے اس طرح مصور ہونے کے مثل نہیں ہوتی کہ جوکسی چیز کواس کی مخصوص شکل وصورت کے ساتھ عدم سے وجود میں لائے، بلکہ اس کی حیثیت بے جان چیز کی شکل میں ناقلِ محض سے زیادہ نہیں ہوتی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جس طرح مخلوق کی تصویر سازی فرماتا ہے،اس میں ہر ایک انسان کی ظاہری صورت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے،اوراس کی عقل بھی دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔

پھر ایک کی صورت،دوسرے سے مختلف وممتاز ہونے کا کئی چیزوں میں تو احساس انسان کو اپنی آنکھوں کے ذریعے دیکھنے سے ہی ہوجاتا ہے،اور بہت سی چیزوں کا احساس ظاہری آنکھوں سے نہیں ہوتا، بلکہ مختلف آلات اور مشینوں کے ذریعہ ہوتا ہے،اور یہ اختلاف وامتیاز اتنا مستحکم اور مضبوط ہوتا ہے کہ انسان کے فوت ہونے اور گلنے سڑنے اور جلنے بھسنے اورمٹی میں خاکستر ہوجانے کے برس ہابرس بعد بھی باقی رہتا ہے۔

چنانچہ ہر انسان کی انگلیوں کے پوروں کے نشانات،دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں،آنکھوں کی شعائیں ہر ایک کی مختلف ہوتی ہیں،اور مختلف تجزیات،مثلاً ڈی این اے(D-N-A)ٹیسٹ کے ذریعہ سے ہر انسان کا دوسرے سے الگ تشخص ظاہر ہوجاتا ہے۔

اس طرح کے اور بھی بے شمار امتیازات اور تشخصات ہیں۔

اور آئندہ چل کر اور بھی نہ جانے،کس کس طرح کے امتیازات ظاہر ہونے والے ہیں۔

پھر آخرت میں ہر ایک کے دوسرے سے ممتاز ہونے کی تمام تر صورتیں ظاہر ہوجائیں گی،ہر انسان کے نامۂ اعمال سے اس کے دوسرے سے مختلف وممتاز ہونے کا پوری طرح سے ظہور ہوجائے گا،

www.idaraghufran.org

اوراس سے پہلے عالمِ برزخ میں بھی ہر انسان کا عمل دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے، ایک انسان کی ظاہری و معنوی تصویر، دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتی۔

ہر انسان کی محسوس و معقول تصویر کے یہ تمام امتیازات، اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ پر مبنی ہیں، دنیا کی کوئی بھی طاقت خواہ وہ شخصی ہو، یا اجتماعی، اس طرح کے امتیازات و تشخصات پر مبنی مستحکم نظام کو وجود میں نہیں لا سکتی۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر انسان کی تصویر سازی کو اپنی قدرتِ عجیبہ کی نشانی اور آیاتِ بینات کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ (سورة الاعراف، رقم الآية ١١)

ترجمہ: اور یقیناً بلاشبہ پیدا کیا ہم نے تم کو، پھر تصویر بنائی ہم نے تمہاری (سورہ اعراف)

---

[1] والمصور معناه المهيء قال تعالى يصوركم فى الأرحام كيف يشاء .
والصورة فى الأصل ما يتميز به الشيء عن غيره.
ومنه محسوس كصورة الإنسان والفرس.
ومنه معقول كالذى اختص به الإنسان من العقل والروية وإلى كل منهما الإشارة بقوله تعالى خلقناكم ثم صورناكم وصوركم فأحسن صوركم هو الذى يصوركم فى الأرحام كيف يشاء(فتح البارى لابنِ حجر، ج١٣ ص ٣٩١، قوله باب قول الله تعالى هو الخالق البارء المصور)

(هو الذى يصوركم فى الأرحام كيف يشآء لا إله إلا هو)ومعنى لا إله إلا هوأى يصور وهو عالم أن ما يصوره سيكون على هذه الصورة؛ لأنه لا يوجد إله آخر يقول له: هذه لا تعجبنى وسأصور صورة أخرى، لا؛ لأن الذى يفعل ذلك عزيز، أى لا يغلب على أمر، وكل ما يريده يحدث وكل أمر عنده لحكمة، لأنه عندما يقول: } يصوركم فى الأرحام {قد يقول أحد من الناس: إن هناك صورا شاذة وصورا غير طبيعية .وهو سبحانه يقول لك: أنا حكيم، وأفعلها لحكمة فلا تفصل الحدث عن حكمته، خذ الحدث بحكمته، وإذا أردت الحدث بحكمته تجده الجمال عينه، وهو سبحانه المصور فى الرحم كيف يشاء، هذا من ناحية مادته. وهو سبحانه يوضح: فلن يترك المادة هكذا بل سيجعل لهذه المادة قيما كى تنسجم حركة الوجود مع بعضها (تفسير الشعراوى – الخواطر، ج٢ ص ١٢٧٢، سورة آلِ عمران)

إن الله لا يخفى عليه شيء فى الأرض ولا فى السماء إشارة إلى كمال علمه المتعلق بجميع المعلومات هو الذى يصوركم فى الأرحام التصوير جعل الشيء على صورة والصورة هيئة يكون عليها الشيء بالتأليف والأرحام جمع رحم كيف يشاء يعنى الصور المختلفة المتفاوتة فى الحلقة ذكرا أو أنثى أبيض أو أسود حسنا أو قبيحا كاملا أو ناقصا والمعنى أنه الذى يصوركم فى ظلمات الأرحام صورا مختلفة فى الشكل والطبع واللون وذلك من نطفة(تفسير الخازن، ج ١ ص ٢٢٤، سورة آلِ عمران)

www.idaraghufran.org

اور سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (سورة الغافر، رقم الآية ۶۴)

ترجمہ: اللہ ہی وہ ذات ہے، جس نے بنادیا، تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ، اور آسمان کو چھت، اور تصویر بنائی تمہاری، پس بہت اچھا بنایا تمہاری صورتوں کو (سورہ غافر)

اور سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورة الحشر، رقم الآية ۲۴)

ترجمہ: وہی اللہ ہے، جو خالق ہے، ابتدا کرنے والا ہے، تصویر بنانے والا ہے، اسی کے لیے ہیں اچھے نام، تسبیح کرتی ہے، اس کے لیے ہر وہ چیز، جو آسمانوں میں ہے، اور زمین میں ہے، اور وہ عزیز ہے، حکیم ہے (سورہ حشر)

اور سورہ تغابن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (سورة التغابن، رقم الآية ۳)

ترجمہ: پیدا کیا اس (اللہ) نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ، اور تصویر بنائی تمہاری، پس بہت اچھا بنایا تمہاری صورتوں کو، اور اسی کی طرف لوٹنے کی جگہ ہے (سورہ تغابن)

اور سورہ تین میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (سورة التين، رقم الآية ۴)

ترجمہ: یقیناً بلاشبہ پیدا کیا ہم نے انسان کو بہت اچھی ساخت میں (سورہ تین)

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اللہ ہی ہر رحمِ مادر میں نطفہ کے استقرار سے لے کر اس کے مختلف مراحل تک کی تصویر سازی فرماتا ہے، تو وہ ہر رحمِ مادر کی اصل حقیقت سے بھی پوری طرح باخبر ہے، اس کو رحمِ مادر میں موجود چیز کا پتہ چلانے کے لیے ابتدائی مرحلہ سے لے کر انتہائی مرحلہ تک کسی لمحہ

www.idaraghufran.org

اور کسی آن، کسی آلہ اور مشین کی ضرورت نہیں۔

جیسا کہ سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ (سورة الرعد، رقم الآية ۸)

ترجمہ: اللہ جانتا ہے اس کو، جو اٹھائے ہوئے ہوتی ہے ہر مادہ، اور اس کو جو کم کرتے ہیں رحم، اور جو زیادہ کرتے ہیں، اور ہر چیز اس کے پاس ایک مقدار کے مطابق ہے (سورہ رعد)

مطلب یہ ہے کہ ہر حمل والی نے جو کچھ اپنے ساتھ اٹھا رکھا ہے، اور رحمِ مادر میں جو کچھ کمی وزیادتی ہو رہی ہے، مثلاً نشو ونما گھٹ رہی ہے، یا بڑھ رہی ہے، اس سب کا اللہ کو علم ہے، اور اللہ کے پاس ہر چیز مقدار کے اصولوں کے مطابق ہے، بے ہنگم کوئی چیز بھی نہیں۔

اور سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورة لقمان، رقم الآية ۳۴)

ترجمہ: بے شک اللہ، اسی کے پاس ہے علم قیامت کا، اور نازل کرتا ہے وہ بارش کو اور جانتا ہے وہ ان چیزوں کو جو رحموں میں ہیں، اور نہیں جانتا کوئی جاندار کہ وہ کیا کمائے گا کل، اور نہیں جانتا کوئی جاندار کہ کون سی زمین میں مرے گا وہ، بے شک اللہ علیم ہے، خبیر ہے (سورہ لقمان)

پھر یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ رحمِ مادر میں حمل کے اوپر مختلف زمانوں میں مختلف تغیرات پیش آتے ہیں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت پر مبنی ہوتے ہیں، اور ان تغیرات کو وجود میں لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف اسباب پیدا فرما رکھے ہیں، لیکن اصل مسببُ الاسباب وہی ہے۔

ان ظاہری اسباب کو دیکھ کر مادیّت پرست اور ظاہر بین لوگ، اللہ کی قدرتِ کاملہ اور مشیتِ بالغہ سے نظر ہٹا لیتے ہیں، ورنہ ان اسباب کے پیچھے اسی مسببُ الاسباب کی قدرت ومیشت اور حکمت

کارفرما ہوتی ہے۔

چنانچہ سورہ حج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّ غَیۡرِ مُخَلَّقَۃٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمۡ وَ نُقِرُّ فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخۡرِجُکُمۡ طِفۡلًا(سورة الحج، رقم الآية ۵)

ترجمہ: اے لوگو! اگر ہو تم شک میں، دوبارہ زندہ ہونے کی طرف سے، تو بے شک ہم نے پیدا کیا تم کو مٹی سے، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے، جو کامل خلقت اور ناقص خلقت کے شکل میں ہوتی ہے، تاکہ ظاہر کر دیں ہم تمہارے لیے، اور ٹھہراتے ہیں ہم، رحموں کے اندر جس کو چاہتے ہیں ہم، مقررہ مدت تک، پھر نکال دیتے ہیں ہم تم کو، بچہ بنا کر (سورہ حج)

اور سورہ مومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ. ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ(سورة المؤمنون، رقم الآيات ۱۲ الی ۱۴)

ترجمہ: اور بلاشبہ یقیناً پیدا کیا ہم نے انسان کو منتخب مٹی سے، پھر کر دیا ہم نے اس کو نطفہ ٹھہرنے والی جگہ میں، پھر پیدا کیا ہم نے نطفہ سے جمے ہوئے خون کو، پھر پیدا کیا ہم نے جمے ہوئے خون سے، گوشت کے لوتھڑے کو، پھر پیدا کیا ہم نے گوشت کے لوتھڑے سے ہڈیوں کو، پھر چڑھا دیا ہم نے ہڈیوں پر گوشت کو، پھر بنا دیا ہم نے اس کو دوسری مخلوق، پس بابرکت ہے اللہ، سب سے اچھا خالق ہے (سورہ مومنون)

اور سورہ سجدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَلَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ وَ بَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ. ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَہٗ

www.idaraghufran.org

مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ .ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (سورة السجدة، رقم الآيات ۷ الیٰ ۹)

ترجمہ: وہ (اللہ کی ذات ہے) جس نے بہت اچھا کیا، ہر چیز کی خلقت (و پیدائش) کو، اورابتداء کی انسان کی پیدائش کی مٹی سے۔پھر کردیا اس کی نسل کو حقیر پانی کے منتخب حصے سے ۔ پھر درست کردیا اس کو، اور پھونک دیا اس میں اپنی روح کو، اور کردیا تمہارے لیے کان کو، اور آنکھوں کو، اوردلوں کو، کم ہی تم شکر کرتے ہو (سورہ سجدہ)

اورسورہ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَنِيٍّ يُّمْنٰى .ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى.فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى (سورة القيامة، رقم الآيات ۳۷ الیٰ ۳۹)

ترجمہ: کیا نہیں تھا وہ (انسان) قطرہ منی کا، جو ٹپکایا جاتا ہے، پھر تھا وہ جما ہوا خون، پھر پیدا کیا اس (اللہ) نے، پھر درست کردیا اس (اللہ) نے، پھر کردیا اس سے جوڑوں کو، نر اور مادہ (سورہ قیامہ)

اورسورہ مرسلات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِّنْ مَاءٍ مَّهِيْنٍ .فَجَعَلْنَاهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ.إِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (سورة المرسلات، رقم الآيات ۲۰ الیٰ ۲۲)

ترجمہ: کیا نہیں پیدا کیا ہم نے تم کو، حقیر پانی سے۔پھر کردیا ہم نے اس کو ٹھہرنے والی جگہ میں۔ایک مقررہ مدت تک (سورہ مرسلات)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ انسان کی پیدائش کا آغاز ایک ''نطفة'' یعنی منی کے پانی سے ہوتا ہے، جس کو بعد میں ''علقة'' یعنی جما ہوا خون اوراس کے بعد ''مضغة'' یعنی گوشت کا لوتھڑا بنا دیا جاتا ہے، اوراس کے بعد پھر اس میں اللہ کی طرف سے روح ڈالی جاتی ہے۔

اوراحادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ''نطفة'' اور''علقة'' اور''مضغة'' پر چالیس چالیس دن کا عرصہ گزرتا ہے، یعنی ان مراحل میں مجموعی طور پر ایک سوبیس دن (یعنی چارہ ماہ) کا عرصہ

www.idaraghufran.org

گزرتا ہے، جس کے بعد اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: "إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ (صحيح البخارى، رقم الحديث ۳۲۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو کہ صادق اور مصدوق ہیں، ہمیں فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے (یعنی وہ چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے) پھر اتنے ہی دنوں تک جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اللہ، ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے، اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے، اور یہ (بھی لکھ دے) کہ وہ شقی (یعنی بد بخت) ہے یا سعید (یعنی نیک بخت؟) پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ "إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ (مسلم، رقم الحديث ۲۶۴۳ "۱")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو کہ صادق اور مصدوق ہیں، ہمیں فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے (یعنی

وہ چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے) پھر اتنے ہی دنوں تک جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اللہ، ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے، جو اس میں روح ڈالتا ہے، اور چار کلمات کو لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے، اس کے رزق کو، اس کی عمر کو، اور اس کے عمل کو، اور اس کے بد بخت یا نیک بخت ہونے کو(مسلم)

مذکورہ آیات واحادیث سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جب تک حمل پر چار ماہ یعنی ایک سو بیس دن کا عرصہ نہ گزر جائے، اس وقت تک اس میں روحِ انسانی نہیں پڑتی، اگرچہ اس میں حرکت کیوں نہ پیدا ہوجائے، ایسی صورت میں حمل کی وہ حرکت نباتات وغیرہ کے نشو ونما کی حرکت کے قبیل سے تعلق رکھے گی۔

اوراسی وجہ بندہ کا رجحان اس طرف ہے کہ اگر میڈیکل وغیرہ کی رپورٹ وتجزیہ سے حمل کا اس طرح ناقص ہونا معلوم ہو کہ جس کی وجہ سے بچہ کا سلامت رہنا مشکل ہو، یا اس کے معذور رہنے کا گمان ہو، یا ماں کی جان کو خطرہ ہو، تو اس قسم کی صورتوں میں چار ماہ سے قبل اس کو ساقط کرنے کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ واللہ أعلم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ المَرْأَةِ نَزَعَتْ(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۴۴۸۰)

ترجمہ: اور جب مرد (کی منی) کا پانی، عورت (کی منی) کے پانی پر غالب آجاتا ہے، تو وہ بچے کو (اپنی مشابہت کی طرف) کھینچ لیتا ہے، اور جب عورت (کی منی) کا پانی، مرد (کی منی) کے پانی پر غالب آجاتا ہے، تو وہ بچے کو (اپنی مشابہت کی طرف) کھینچ لیتی ہے(بخاری)

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ، وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ، فَمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا،

أَوْ سَبَق، يَكُونُ مِنْهُ الشَّبَهُ(مسلم، رقم الحديث ۳۱۱ ”۳۰“)

ترجمہ: بے شک مرد(کی منی) کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے، اورعورت (کی منی) کا پانی پتلا زرد ہوتا ہے، پس اِن دونوں میں سے جس کا پانی بھی غالب آجاتا یا سبقت لے جاتا ہے، تو (حمل میں) اسی کی مشابہت آجاتی ہے(مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ، أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ، وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَائَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ (مسلم، رقم الحديث ۳۱۴ ”۳۳“)

ترجمہ: جب عورت (کی منی) کا پانی، مرد(کی منی) کے پانی پر غالب آجاتا ہے، تو بچہ اپنی ننھیال کے مشابہ ہوجاتا ہے اور جب مرد(کی منی) کا پانی، عورت(کی منی) کے پانی پر غالب آجاتا ہے، تو بچہ اپنی ددھیال کے مشابہ ہوجاتا ہے(مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالَ: مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ، فَإِذَا اجْتَمَعَا، فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ، أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللهِ، وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ، آنَثَا بِإِذْنِ اللهِ(مسلم، رقم الحديث ۳۱۵ ”۳۴“)

ترجمہ: مرد(کی منی) کا پانی سفید ہوتا ہے، اورعورت(کی منی) کا پانی زرد ہوتا ہے، پھر جب یہ دونوں پانی جمع ہوتے ہیں، اور مرد کی منی، عورت کی منی پر غالب آجاتی ہے، تو اللہ کے حکم سے یہ دونوں پانی نرینہ اولاد (یعنی لڑکے) کی شکل اختیار کرلیتے ہیں، اور جب عورت کی منی، مرد کی منی پر غالب آجاتی ہے، تو اللہ کے حکم سے یہ دونوں پانی مادہ اولاد (یعنی لڑکی) کی شکل اختیار کرلیتے ہیں (مسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنْ عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ عَلَى مَاءِ الْمَرْأَةِ كَانَ ذَكَرًا بِإِذْنِ اللهِ، وَإِنْ عَلَا مَاءُ

www.idaraghufran.org

الْـمَرْأَةِ عَلَى مَاءِ الرَّجُلِ كَانَ أُنْثَى بِإِذْنِ اللهِ(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۵۱۴) لے

ترجمہ:اگر مرد(کی منی) کا پانی،عورت(کی منی) کے پانی پر غالب آ جاتا ہے،تو اللہ کے حکم سے مذکر (یعنی لڑکا) ہوتا ہے،اور اگر عورت (کی منی) کا پانی،مرد (کی منی) کے پانی پر غالب آ جاتا ہے،تو اللہ کے حکم سے مؤنث (یعنی لڑکی) ہوتی ہے (مسند احمد)

ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

”مرد کے نطفے سے ہڈی اور پٹھوں کی پیدائش ہوتی ہے،اور عورت کے نطفے سے خون اور گوشت کی پیدائش ہوتی ہے“۔

لیکن یہ روایت سند کے لحاظ سے ”ضعیف“ ہے۔ ۲

لے قال شعيب الارنؤوط:حسن، وهذا إسناد ضعيف تقدم الكلام عليه عند الحديث رقم (2471) ، لكن له طريق آخر يتقوى به، تقدم برقم (2483) (حاشية مسند احمد)

۲ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ :مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُحَدِّثُ أَصْحَابَهُ قَالَ :فَقَالَتْ قُرَيْشٌ :يَا يَهُودِيُّ، إِنَّ هَذَا يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ :لَأَسْأَلَنَّهُ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا نَبِيٌّ، قَالَ :فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ ثُمَّ قَالَ :يَا مُحَمَّدُ، مِمَّ يُخْلَقُ الْإِنْسَانُ؟ قَالَ " :يَا يَهُودِيُّ، مِنْ كُلٍّ يُخْلَقُ :مِنْ نُطْفَةِ الرَّجُلِ، وَمِنْ نُطْفَةِ الْمَرْأَةِ، فَأَمَّا نُطْفَةُ الرَّجُلِ فَنُطْفَةٌ غَلِيظَةٌ، مِنْهَا الْعَظْمُ وَالْعَصَبُ، وَأَمَّا نُطْفَةُ الْمَرْأَةِ فَنُطْفَةٌ رَقِيقَةٌ، مِنْهَا اللَّحْمُ وَالدَّمُ "، فَقَامَ الْيَهُودِيُّ، فَقَالَ :هَكَذَا كَانَ يَقُولُ مَنْ قَبْلَكَ(مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ۴۴۳۸)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف لضعف حسين بن الحسن، وهو الأشقر، وعطاء بن السائب اختلط بأخرة، ولم نقف على سماع أبي كدينة -وهو يحيى بن المهلب -منه، هل كان قبل الاختلاط أم بعده؟ وعبد الرحمن والد القاسم -وهو ابن عبد الله بن مسعود -لم يثبت سماعه لهذا الحديث من أبيه، فهو إنما سمع من أبيه شيئاً يسيراً.

وأخرجه البزار (2377) " زوائد"، وأبو الشيخ في "العظمة (1088) " من طريق محمد بن الصلت، عن أبي كدينة، بهذا الإسناد.قال البزار :لا نعلم رواه عن القاسم هكذا إلا عطاء ، ولا عنه إلا أبو كدينة.

وأخرجه الطبراني في "الكبير (10360) " من طريق معاوية بن هاشم، عن حمزة الزيات، عن عطاء بن السائب، به.

وأخرجه البزار (2376) من طريق عامر بن مدرك، عن عتبة بن يقظان، عن حماد بن أبي سليمان، عن إبراهيم النخعي، عن علقمة والأسود، عن عبد الله.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے نطفہ میں مختلف خصوصیات رکھی ہیں، اوران دونوں کے نطفوں کے اجتماع کی کیفیات بھی اللہ کے حکم سے مختلف ہوتی ہیں، اور پھر مسببُ الاسباب کے حکم سے یہ چیزیں اسباب کے درجے میں وقوع پذیر ہوکر نرینہ اور غیر نرینہ اولاد اوراس کی ددھیالی ونھیالی مشابہت اختیار کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ [1]

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سائنس کے بہت سے مفید اور ضروری امور، وحی کے ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی منکشف فرما دیئے تھے، اور یہ امور واقع کے مطابق ہیں، جبکہ جن باتوں کی بنیاد محض سائنسی تجربات پر ہو، ان کا واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں، اسی لیے آئے دن سائنسی تجزیات وتحقیقات تبدیل ہوتی رہتی ہیں، یعنی ان کے واقعہ کے مطابق ہونے نہ ہونے میں اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے۔

البتہ جو بات شریعت کے قطعی ومضبوط دلائل سے ثابت نہ ہو، اس کا معاملہ الگ ہے۔

آج کل سائنسی انکشافات کا دور ہے، جس کی نئی نئی تحقیقات سے لوگ بہت متاثر اور حیران ہوتے ہیں، اوران کو بڑا کمال سمجھتے ہیں، کیونکہ ان سائنسی انکشافات کے تجزیات کا انداز لوگوں کے لیے عجیب وغریب اور متاثر کن ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود، ان کی بہت سی باتیں تو اٹکل اور اندازوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں، جبکہ بہت سی باتیں فضولِ محض ہوتی ہیں، جن میں لگ کر اور الجھ کر کوئی بھی مقصد اور فائدہ حاصل نہیں ہوتا، نہ تو ایمان میں اضافہ ہوتا، اور نہ ہی کوئی ایسی بات معلوم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾قلنا :عامر بن مدرک روی عنه جمع، وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقال :ربما أخطأ، وقال ابن أبي حاتم :شيخ، وعتبة بن يقظان :هو الراسبي، ضعيف.

وأورده الهيثمي في "المجمع 8/241 "، وقال :رواه أحمد والطبراني والبزار بإسنادين، وفي أحد إسناديه عامر بن مدرك، وثقه ابن حبان، وضعفه غيره، وبقية رجاله ثقات، وفي إسناد الجماعة عطاء بن السائب، وقد اختلط .قال السندي :قوله" :وأما نطفة المرأة فنطفة رقيقة منها اللحم والدم" :قلت :ظاهر القرآن، وهو قوله تعالى :(ثم خلقنا النطفة علقة ...) الآية يدل على أن مجموع النطفتين يصير عظاماً .والله تعالى أعلم .وفي إسناده عطاء بن السائب مختلط .والله تعالى أعلم(حاشية مسند احمد)

[1] وينقسم ذلک ستة أقسام الأول أن يسبق ماء الرجل ويكون أكثر فيحصل له الذكورة والشبه والثاني عكسه والثالث أن يسبق ماء الرجل ويكون ماء المرأة أكثر فتحصل الذكورة والشبه للمرأة والرابع عكسه والخامس أن يسبق ماء الرجل ويستويان فيذكر ولا يختص بشبه والسادس عكسه(فتح الباری لابنِ حجر، ج۷ص ۲۷۳، قوله باب كذا، بعد باب كيف آخى النبي صلى الله عليه وسلم بين أصحابه)

www.idaraghufran.org

ہوتی، جس سے عمل میں ترقی ہو کر آخرت کا کوئی فائدہ ظاہر ہو، بلکہ ان چیزوں میں غلو اور ضرورت سے زیادہ انہماک، اکثر و بیشتر، اللہ ربُّ العزت کی ذات یا صفات کے انکار کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اسی کو شاعر نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے کہ: ؎

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے، اور سرا ملتا نہیں

جہاں تک ضرورت کے مطابق اور مفید باتوں کا تعلق ہے، تو اول تو شریعتِ مطہرہ نے ان کو خود ہی بیان کر دیا ہے، اور شریعت اس سلسلہ میں کسی نئی تحقیق کی محتاج نہیں، دوسرے شریعت کی طرف سے مفید اور ضروری تحقیقات سے منع نہیں کیا جاتا، غیر ضروری، فضول ولایعنی چیزوں میں پڑنے، اور اَٹکل کی باتوں کو عقیدہ بنا لینے اور ان چیزوں میں پڑ کر غیر ضروری انہماک وغلو اور بے جا کھود کرید سے منع کیا جاتا ہے، جو قیمتی زندگی کو برباد کرنے اور مادیت پرستی کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنے۔

اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم عطاء فرمائے۔ آمین

جلد 1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق و کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیة وفقهية حول تحديد مواقيت الصلاة.
(4)...کیفیةُ التحقق من صحة مواقيت الصلاة في التقاويم.

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر و قصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی سرِ زمین کا افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات و آثار کے فضائل و احکام سے متعلق
13 علمی، فقہی و تحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت و حاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد و نعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پانی و ڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت و نجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبة
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت و جماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث و روایات کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: ارکانِ اسلام — اضافہ و تحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ
کے
فضائل و احکام

قرآن و سنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت و اہمیت
زکاۃ کے فضائل و فوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں
زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ
سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم و جدید مفصل و مدلّل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور و مسائل پر علمی و تحقیقی کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل و احکام — اضافہ و اصلاح شدہ چوتھا جدید ایڈیشن

ماہِ رجب
کے
فضائل و احکام

قرآن و سنت، فقہ، تاریخ اور محدثین
و اہلِ علم حضرات کے اقوال کی روشنی میں
اسلامی و قمری سال کے ساتویں مہینے "رجب" کے فضائل و مسائل
احکامات و ہدایات، بدعات و منکرات
ماہِ رجب سے متعلق تاریخی حالات و دلچسپ واقعات

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (ساتویں وآخری قسط)

مالِ غنیمت میں خیانت کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہونا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ، أَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا:فُلَانٌ شَهِيْدٌ، فُلَانٌ شَهِيْدٌ، حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ، فَقَالُوْا:فُلَانٌ شَهِيْدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا، إِنِّيْ رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا،أَوْ عَبَاءَةٍ (مسلم،رقم الحديث ١١٤ "١٨٢"كتاب الايمان)

ترجمہ: غزوۂ خیبر میں چند صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ فلاں آدمی شہید ہے، فلاں آدمی شہید ہے، یہاں تک کہ ایک آدمی پر گزر ہوا، تو اس کے متعلق بھی کہنے لگے کہ فلاں شہید ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، میں نے (سرکاری واجتماعی مال میں سے) چادر یا عباء کی چوری کرنے کی وجہ سے اس کو جہنم (کے عذاب) میں دیکھا ہے (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو آگ میں جو دیکھا، اس سے بظاہر برزخ کا عذاب مراد ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بعض بداعمالیوں کی وجہ سے قبر وبرزخ کا عذاب ہوتا ہے۔

بعض اعمال کی بنا پر قبر کے عذاب سے حفاظت

جس طرح بعض بُرے اعمال عذابِ قبر وبرزخ میں مبتلا کرنے کا سبب ہیں، اسی طرح بعض اعمال قبر وبرزخ کے عذاب سے حفاظت کا بھی سبب ہیں۔

www.idaraghufran.org

چنانچہ پہلے کئی احادیث کے ضمن میں ایمان کے ساتھ ساتھ، نماز، روزہ، زکاۃ، صدقہ وخیرات، صلہ رحمی اورلوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک وغیرہ جیسے اعمال کا عذابِ قبر سے حفاظت کا سبب ہونا، گزر چکا ہے۔

بعض روایات میں تلاوتِ قرآن اورصدقہ اور مساجد کی طرف چلنے وغیرہ کے اعمال کو بھی عذابِ قبر سے حفاظت کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ [1]

اور بعض روایات میں سورہ ملک کو عذابِ قبر سے حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ [2]

جبکہ بعض احادیث میں شہید کے عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں شہید کے لیے جن خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے، اُن میں ایک خصلت اس کے عذابِ قبر سے محفوظ رہنے کی ہے۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا بَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ إِلَّا الشَّهِيْدَ؟ قَالَ :كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهٖ فِتْنَةً (سنن النسائی، رقم الحديث ٢٠٥٣)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مومنوں کو ان کی

---

[1] عن أبي هريرة، -رفعه- قال :يؤتى الرجل في قبره، فإذا أتي من قبل رأسه دفعته تلاوة القرآن، وإذا أتي من قبل يديه دفعته الصدقة، وإذا أتي من قبل رجليه دفعه مشيه إلى المساجد، والصبر حجزه، فقال :أما إني لو رأيت خليلا كنت صاحبه لم يرو هذا الحديث عن طلحة بن مصرف إلا مالك بن مغول، ولا عن مالك إلا سفيان، ولا عن سفيان إلا محمد بن الصلت، تفرد به أبو حفص(المعجم الأوسط،للطبراني، رقم الحديث ٩٤٣٨)

[2] عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " يُؤْتَى الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ فَتُؤْتَى رِجْلَاهُ فَتَقُولُ رِجْلَاهُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ صَدْرِهِ أَوْ قَالَ بَطْنِهِ، فَيَقُولُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، ثُمَّ يُؤْتَى رَأْسُهُ فَيَقُولُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِي سُورَةَ الْمُلْكِ، قَالَ: فَهِيَ الْمَانِعَةُ تَمْنَعُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهِيَ فِي التَّوْرَاةِ سُورَةُ الْمُلْكِ، وَمَنْ قَرَأَهَا فِي لَيْلَةٍ فَقَدْ أَكْثَرَ وَأَطْنَبَ(مستدرك حاكم، رقم الحديث ٣٨٣٩)

[3] عن المقدام بن معدى كرب، عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال" :للشهيد عند الله ست خصال :يغفر له في أول دفعة من دمه، ويرى مقعده من الجنة، ويجار من عذاب القبر، ويأمن من الفزع الأكبر، ويحلى حلة الإيمان، ويزوج من الحور العين، ويشفع في سبعين إنسانا من أقاربه(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٢٧٩٩)

www.idaraghufran.org

قبروں میں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے(یعنی ان کو قبر میں عذاب ہوتا ہے) سوائے شہید کے(اس کی کیا وجہ ہے؟)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ شہید کے سر پر تلوار کی چمک کی آزمائش کافی ہے(نسائی)

یعنی شہید کو دنیا میں دشمنوں کی طرف سے تلوار اور اسلحے کے خوف کی آزمائش پیش آتی ہے،جس پر وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے،اس کی برکت سے اس سے قبر کا عذاب ہٹالیا جاتا ہے۔

حضرت ابنِ ابی زکریا خزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ شُرَحْبِيلَ بْنَ السِّمْطِ وَهُوَ مُرَابِطٌ عَلَى السَّاحِلِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَابَطَ يَوْمًا أَوْ لَيْلَةً كَانَ لَهُ كَصِيَامِ شَهْرٍ لِلْقَاعِدِ، وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَجْرَى اللّٰهُ لَهُ أَجْرَهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ: أَجْرَ صَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَنَفَقَتِهِ، وَوُقِيَ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٧٢٧)

ترجمہ: انہوں نے حضرت سلمان خیر رضی اللہ عنہ سے شرحبیل بن سبط کے ساحل پر پاسبانی کرتے ہوئے ہونے کی حالت میں سنا،انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک دن یا ایک رات کے لئے اسلامی ملک کی پاسبانی کرتا ہے،تو یہ ایسا ہے،جیسا کہ کوئی بیٹھ کر ایک مہینہ کے روزے رکھے،اور جو شخص اللہ کے راستہ میں پاسبانی کرتے ہوئے فوت ہوجائے،تو اللہ اس کا اجروثواب جاری رکھتا ہے اور اس کے نیک اعمال مثلاً نماز،روزہ اور(نیک جگہ)خرچ کرنے کا اجروثواب بھی جاری رکھتا ہے،اور اسے قبر کی آزمائش(وفتنہ)سے محفوظ رکھا جاتا ہے،اور وہ(قیامت کی)بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہے گا(مسنداحمد)

سرحد پر پہرہ دینے والے کو بھی دنیا میں دشمنوں کی طرف سے تلوار اور اسلحے کے خوف کی آزمائش پیش آتی ہے،جس پر وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے،اس کی برکت سے اس سے قبر و برزخ کا عذاب ہٹالیا جاتا ہے۔

بعض روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے دشمن سے مقابلہ کیا، اور ثابت قدم رہا، یہاں تک کہ شہید ہوگیا، تو وہ قبر کے فتنہ میں مبتلا نہ ہوگا۔ [1]

بعض روایات میں پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والے کے بارے میں بھی عذابِ قبر سے حفاظت کا ذکر آیا ہے۔ [2]

پیٹ کی بیماری میں مبتلا شخص بڑی تکالیف اٹھاتا ہے، جس پر صبر کرے، تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے، اور وہ شہید شمار ہوتا ہے، اس طرح اس کو قبر و برزخ کے عذاب سے حفاظت حاصل ہوتی ہے۔

اسی لیے جن احادیث میں شہیدوں کی اقسام کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا بھی داخل ہے۔ [3]

---

[1] أخبرني أحمد بن محمد العنزي، ثنا عثمان بن سعيد الدارمي، ثنا إسحاق بن إبراهيم الزبيدي، أن عثمان بن سعيد بن كثير بن دينار، حدثهم قال :ثنا أبو مطيع معاوية بن يحيى، عن نصر بن علقمة، عن أخيه محفوظ بن علقمة عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من لقي فصبر حتى يقتل، أو يغلب لم يفتن في قبره(مستدرك حاكم، رقم الحديث ٢٥٥٦)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه "

وقال الذهبي في التلخيص:معاوية ضعيف.

حدثنا علي قال: نا الهيثم بن مروان الدمشقي قال: نا منبه بن عثمان قال: نا صدقة بن عبد الله، عن نصر بن علقمة، عن أخيه محفوظ بن علقمة، عن ابن عائذ، عن أبي هريرة، عن أبي أيوب خالد بن زيد، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من لقي العدو فصبر حتى يقتل أو يغلب لم يفتن في قبره

لا يروى هذا الحديث عن أبي هريرة، عن أبي أيوب إلا بهذا الإسناد، تفرد به: منبه بن عثمان " (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٤١١٨)

صدقة بن عبد الله السمين أبو معاوية أو أبو محمد الدمشقي ضعيف من السابعة مات سنة ست وستين(تقريب التهذيب، ج ا ص ٢٣٦)

[2] عن عبد الله بن يسار قال: كنت جالسا مع سليمان بن صرد، وخالد بن عرفطة وهما يريدان أن يتبعا جنازة مبطون، فقال: أحدهما لصاحبه، ألم يقل رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من يقتله بطنه، فلن يعذب في قبره "؟ فقال: بلى(مسند احمد، رقم الحديث ١٨٣١٠)

[3] عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " الشهداء خمسة: المطعون، والمبطون، والغرق، وصاحب الهدم، والشهيد في سبيل الله " (صحيح البخاري، رقم الحديث ٢٨٢٩)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس کے علاوہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل کے ساتھ شہادت کی دعاء کی، تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے درجہ تک پہنچا دے گا، اگر چہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ فوت ہو۔ ل

اس کی برکت سے بفضلِ الٰہی امید ہے کہ وہ بھی عذابِ قبر سے محفوظ ہو جائے۔

پھر جس کے جیسے نیک اعمال ہوتے ہیں، اسی نسبت سے عذابِ قبر و برزخ سے حفاظت ہوتی ہے، کسی کو تا قیامت اور کسی کو مخصوص مدت کے لیے، اور کسی کو شدید عذاب سے کسی کو خفیف عذاب سے اور کسی کو ہر طرح کے عذاب سے۔

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص مرض الموت میں سورہ اخلاص کی قرائت کر لے، تو وہ عذابِ قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عن يعلى بن شداد قال: سمعت عبادة بن الصامت يقول: عادني رسول الله صلى الله عليه وسلم في نفر من أصحابه فقال: " هل تدرون من الشهداء من أمتي؟ "، مرتين أو ثلاثا، فسكتوا. فقال: عبادة أخبرنا يا رسول الله. فقال: " القتيل في سبيل الله شهيد، والمبطون شهيد، والمطعون شهيد، والنفساء شهيد يجرها ولدها بسرره إلى الجنة " (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٢٢٧٨٤)

أن جابر بن عتيك أخبره: أن عبد الله بن ثابت لما مات قالت ابنته: والله إن كنت لأرجو أن تكون شهيدا، أما إنك قد كنت قضيت جهازك، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن الله قد أوقع أجره على قدر نيته، وما تعدون الشهادة؟ "قالوا: قتل في سبيل الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله المطعون شهيد، والغرق شهيد، وصاحب ذات الجنب شهيد، والمبطون شهيد، وصاحب الحريق شهيد، والذي يموت تحت الهدم شهيد، والمرأة تموت بجمع شهيدة "(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٢٣٧٥٣)

ل حدثني أبو شريح، أن سهل بن أبي أمامة بن سهل بن حنيف، حدثه، عن أبيه، عن جده، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من سأل الله الشهادة بصدق، بلغه الله منازل الشهداء، وإن مات على فراشه، ولم يذكر أبو الطاهر في حديثه: بصدق(مسلم، رقم الحديث ١٩٠٩"١٥٧")

۲ حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي قال: نا العباس بن الفضل القرشي البصري قال: ثنا أبو الحارث الوراق نصر بن حماد قال: نا مالك بن عبد الله الأزدي قال: نا يزيد بن عبد الله، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ: قل هو الله أحد في مرضه الذي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن اس حدیث کی سند میں سخت ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

مذکورہ نصوص سے معلوم ہوا کہ کفار وفساق کو قبر و برزخ کا عذاب برحق ہے، اور بعض اعمال میں قبر و برزخ سے نجات وحفاظت کی تاثیر ہے، لیکن صرف ایک یا چند اعمال کی بناء پر ہر جگہ تا قیامت ہر طرح کے عذابِ قبر سے حفاظت کا پختہ حکم لگا دینا مناسب نہیں، بلکہ حسبِ اعمال حکم لگانا چاہئے، اور قبر و برزخ کے عذاب کے ڈر وخوف سے بے فکر نہیں ہونا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یموت فیه لم یفتن فی قبره، وأمن من ضغطة القبر، وحملته الملائکة یوم القیامة بأکفها حتی تجیزه الصراط إلی الجنة.

لا یروی هذا الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، إلا بهذا الإسناد، تفرد به أبو الحارث الوراق، ویزید بن عبد الله هو یزید بن عبد الله بن الشخیر "(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۷۸۵)

[1] قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط وقال :لا یروی عن النبی -صلی الله علیه وسلم -إلا بهذا الإسناد، وفیه نصر بن حماد الوراق وهو متروک(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۱۵۳۸)

وقال الالبانی: "من قرأ (قل هو الله أحد) فی مرضه الذی یموت فیه، لم یفتن فی قبره، وأمن من ضغطة القبر، وحملته الملائکة یوم القیامة بأکفها حتی تجیزه من الصراط إلی الجنة.

موضوع.أخرجه الطبرانی فی "الأوسط 2) "/ 54 / 2 /5913) وأبو نعیم 2)/213) من طریق أبی الحارث نصر بن حماد البلخی قال :حدثنا مالک بن عبد الله الأزدی قال :حدثنا یزید بن عبد الله بن الشخیر العنبری عن أبیه مرفوعا.

قلت :وهذا إسناد موضوع، المتهم به نصر هذا، وقد تفرد به، کما قال الطبرانی، قال ابن معین :کذاب، وشیخه مالک بن عبد الله الأزدی لم أعرفه(سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة ، تحت رقم الحدیث ۳۰۱)

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

محقق علماء، امام وخطیب اور مدرس اہلِ علم

(29ربیع الاول1440ہجری)

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ''لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ'' کہ ''ہرفن کے رجال ہوتے ہیں'' یہ اصول علم وتحقیق کے میدان میں بھی کارفرما ہے، اور آج کل اہلِ علم کہلائے جانے والے حضرات کا ایک بڑا طبقہ تو وہ ہے کہ جس نے درسِ نظامی بھی نہیں کیا، یا اس نے کسی طرح سے درسِ نظامی کرلیا، لیکن تعلیم وتعلم میں مستقل طور پر اور باقاعدہ مشغولی اور علمِ دین سے باضابطہ وابستگی نہیں رہی، خواہ وہ کوئی تاجر ہو، یا ملازم، یا پھر کسی مسجد کا امام وخطیب ہو۔

جبکہ ایک طبقہ دینی مدارس میں درس وتدریس کرنے والے حضرات کا وہ ہے کہ جس کی محنت وجدوجہد کا محور درسِ نظامی اور اس سے متعلقہ کتابوں اور شروحات تک محدود ہے، اور ان میں بعض مشاہیر مدرسین اور بعض شیخ الحدیث حضرات بھی داخل ہیں، جو ہمارے نزدیک بڑے قابلِ قدر اور قابلِ احترام ہیں، لیکن علمِ دین میں تحقیق کا دائرہ درسِ نظامی وغیرہ کی درس وتدریس اور اس کی مہارت تک محدود نہیں، بلکہ اس کا دائرہ بڑا وسیع ہے، اور بہت سے علمی وتحقیقی مسائل وہ ہیں، جن کے لیے خالص درسِ نظامی اور اس سے متعلقہ شروح اور ان میں مہارت ناکافی ہے، نیز تحقیقی وفقہی ذوق کا ہر مدرسہ کے مدرس عالم کو حاصل ہونا بھی ضروری نہیں، خواہ وہ اپنی جگہ بڑے سے بڑا اور مشہور شیخ الحدیث کیوں نہ ہو، اور یہ کسی عالم کی شان کے گھٹنے یا کم ہونے کو مستلزم نہیں، کیونکہ مسلمہ اصول ہے کہ ''لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ''۔

لہٰذا اگر درسِ نظامی اور اس سے متعلقہ شروح میں کوئی مسئلہ کسی خاص جہت سے مذکور ہے، لیکن کسی تحقیق اور ضرورت وحالت کی وجہ سے اس کے برخلاف قول کو ترجیح دی جائے، تو خالص درسِ نظامی

www.idaraghufran.org

سے وابستہ اصحابِ علم کو اس کی تردید کے درپے ہونا، بطورِ خاص جب تک دوسرے کے تفصیلی موقف کو بھی ملاحظہ نہ کیا جائے، اس طرزِ عمل کو ہم راجح وصواب نہیں سمجھتے۔

یہ بات اس لیے ذکر کردی گئی کہ آج کل جب کسی عالمِ دین کی طرف سے کوئی ایسی تحقیق سامنے آتی ہے، جو درسِ نظامی سے فارغ شدہ یا درسِ نظامی کے ماہر علمائے کرام کی درسی کتب اور ان کی شروحات کے خلاف ہوتی ہے، تو یہ حضرات اس پر طرح طرح سے نکیر اور اس کی تردید کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں، اور یہ نہیں سمجھتے کہ ان کو ایسا کرنا، حق بجانب بھی ہے یا نہیں؟

ضعفِ حدیث کو بیان کرنے کی ضرورت وافادیت

(29ربیع الاول1440ہجری)

آج کل ہمارے یہاں تحریرات اور تقریرات میں ضعیف، بلکہ شدید ضعیف اور اس سے بڑھ کر موضوع و منگھڑت احادیث بیان کرنے کا بہت رواج ہے، اور احادیث کی اسناد کی تحقیق کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور کے مستند و معتبر سمجھے جانے والے متعدد فقہاء وعلماء کی تحریرات اور تقریرات بھی اس طرح کی احادیث وروایات سے محفوظ نہیں ہیں، اور پھر اس کے نتیجہ میں بہت سی ضعیف، شدید ضعیف اور موضوع احادیث، مسلمانوں کے معاشرہ میں پھیل گئی ہیں، اور بعض لوگوں کا ان پر عقیدہ بھی اتنا پختہ ہوگیا ہے کہ اگر ان احادیث کی اسناد کی اصل حقیقت کو ظاہر کیا جائے، تو اس پر تعجب کا اظہار کیا جاتا ہے، اور اس کی اصل سند کی حقیقت ظاہر کرنے اور بتلانے والے پر طرح طرح کے الزامات قائم کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو احادیث کا دشمن، اکابر کا گستاخ اور نہ جانے کیا کچھ کہا جاتا ہے۔

ردِ عمل کی یہ صورتِ حال انتہائی خطرناک اور پریشان کن ہے، جس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ کسی پر اس طرح کے الزامات قائم کرنے سے پہلے اس حقیقت کا جائزہ لینا انتہائی ضروری ہے کہ دوسرے نے جو بات کی، وہ کیا اس نے اپنی طرف سے بنائی ہے، یا صرف بتائی ہے، اور بنانے اور بتانے میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے میں کہتا ہوں کہ احادیث کی اسناد کے موضوع پر تحقیق کی صلاحیت اور ذوق رکھنے والے اہلِ علم حضرات کو اس موضوع پر غیر معمولی کام

www.idaraghufran.org

کرنے کی بہت ضرورت ہے، کیونکہ جھوٹی احادیث بلکہ ہرسنی ہوئی حدیث کو بیان کرنے پر مستند و معتبر احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں، جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، لیکن افسوس کہ بغیر تحقیق احادیث کو نقل کرنے والوں کو ان وعیدوں سے ڈر نہیں لگتا، اور نہ ہی جھوٹی و غیر معتبر احادیث بیان کرنے سے متعلق اس طرح کی وعیدیں سن کر اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کا تقاضا ہوتا، بلکہ بعض لوگوں کی طرف سے ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' یا ''چوری اور سینہ زوری'' والے طرزِ عمل کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

البتہ کسی بزرگ اور مخلص عالم نے صحیح اور معتبر حدیث ہونے کے اعتماد پر کسی حدیث کو بیان کردیا ہو، یا تحقیق کے اسباب اس وقت میسر نہ ہوں، یا اس کی قدرت نہ ہو، تو وہ معذور کہلائے جانے کا مستحق ہوسکتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اس بزرگ یا عالمِ دین کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی، جب تک کسی کے متعلق معتبر ذریعہ سے جان بوجھ کر، حدیث کو گھڑنے والا ہونا ثابت نہ ہوجائے۔

لیکن بعد والے لوگوں کو اس کی اندھی عقیدت کو دلائل کے مقابلے میں اہمیت دینا اور صرف اس بزرگ کے بغیر دلیل اور ثبوت کے بیان و نقل کردینے کو ہی دلیل و حجت سمجھ بیٹھنا، اور ان بزرگوں کے مقام و مرتبہ سے تحقیق کرنے والے کے مقام و مرتبہ کا تقابل پیش کرکے خلافِ واقعہ موقف کو سہارا فراہم کرنا، سخت خطرناک طرزِ عمل ہے۔

فقہائے کرام اور سلف کا تو ضعیف احادیث کے بیان و نقل کرنے اور ان سے استناد کرنے اور دلیل پکڑنے میں بھی اختلاف ہوا ہے، بعض حضرات نے تو ضعیف احادیث کو کسی حیثیت سے معتبر ہی نہیں مانا، اور انہوں نے ضعیف احادیث کو کسی درجہ میں شمار نہیں کیا، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غیر مضبوط اور غیر پختہ سند والی بات کو منسوب کرنے میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے، رہا دین کے احکام کے ثبوت کا معاملہ، تو ان کا ثبوت اس طرح کی احادیث پر موقوف نہیں، بلکہ ان کا ثبوت قرآن و سنت اور معتبر احادیث، اجماعِ امت اور قیاس کے ذریعہ سے ہوجاتا ہے،

لیکن اہلِ علم حضرات کے ایک بڑے طبقہ نے ضعیف احادیث کی بعض شرائط کے ساتھ فضائلِ اعمال کے باب میں گنجائش دی ہے، پھر بعض نے اس شرط کو بھی ملحوظ رکھا کہ ضعیف احادیث کے ضعف کو بھی ساتھ میں بیان کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس کے بغیر دیگر شرائط پر بھی عمل ممکن نہیں، علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح میں ضعیف احادیث کے ضعف کو بیان نہ کرنے پر عظیم نقصان کے پھیلنے کا اظہار فرمایا ہے۔ [1]

اور ہمارے سامنے بھی موجودہ حالات نے اس قول کے رجحان کو ظاہر کردیا ہے۔

اس لیے جب کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی تحقیق ہوجائے، تو اس کے ضعف کو بیان کرنا ہی عافیت وسلامتی کا ذریعہ ہے، اور اس پر یہ کہنا کہ ضعف کو بیان کرنے سے اس حدیث پر اعتماد و اعتقاد ضعیف ہوجاتا ہے، اس لیے ضعف کو بیان کرنا درست نہیں۔

ہمیں اس شبہ سے بھی اتفاق نہیں، کیونکہ ضعیف حدیث کی حقیقت یہی ہے کہ اس پر صحیح اور قوی حدیث کی طرح کا اعتماد واعتقاد نہ ہو، جس کی خود فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے۔

لہٰذا ضعیف حدیث کے ضعف کو بیان کرنا درحقیقت اس کے درجہ پر رکھنے اور دوسری شرائط کو ملحوظ رکھنے کا ہی ذریعہ ہوا، کچھ اور نہیں۔

---

[1] قد نشأ من رواية الاحاديث الضعيفة من غير بيان لضعفها: ضرر عظيم عرفهٔ من عرفه، و جهلهٔ من جهله، و قد شدد النكير مسلم رحمه الله في مقدمة صحيحة على من فعل ذلك، و أما من رواها مع بيان ضعفها فلم ينكروا عليه (فتح الملهم، ج ۱ ، ص ۱۵۸ ، تنبيهات تتعلق بالحديث الضعيف، مطبوعة: مكتبة دارالعلوم كراتشي، الطبعة الاولىٰ 1421)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

رياض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

مقالات ومضامین مولانا شعیب احمد

مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط3)

گزشتہ قسط میں عرض کیا گیا تھا کہ ایک مومن کے مصائب کے پیچھے چار عوامل میں سے کوئی ایک وجہ ضرور کارفرما ہوا کرتی ہے۔جن میں سے تین وجوہات پچھلی قسط میں بیان کردی گئی تھیں۔چوتھی وجہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) مصیبت سزا کی شکل میں

انسان کی زندگی میں مصیبت،تکالیف اور بیماریاں کبھی گناہوں کی سزا کی شکل میں رونما ہوا کرتی ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

" مَنۡ يَعۡمَلۡ سُوۡٓءًا يُّجۡزَ بِهٖ " (سورة النساء ، رقم الآية : ۱۲۳)

"جوکوئی برا عمل کرے گا تو اس کا بدلہ اسے دیا جائے گا"(سورہ نساء)

برے اعمال کا بدلہ آخرت میں بھی مل سکتا ہے اور دنیا میں مصائب،تکالیف اور بیماریوں کی صورت میں دیا جانا بھی ممکن ہے۔اس آیت کی تفسیر سے یہی واضح ہوتا ہے۔ [1]

نیز اس کی تائید سورہ شوریٰ کی ایک آیتِ کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

" وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ " (سورة الشورىٰ ، رقم الآية : ۳۰)

"اور جوکوئی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے،سو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے،اور بہت سی چیزوں سے تو وہ درگزر ہی کرتا ہے"(شوریٰ)

---

[1] " والجزاء يعم ما يصيبه فى الدنيا وما يصيبه فى الاخرة " (التفسير المظهرى ، سورة النساء ، رقم الآية : ۱۲۳)

" عن ابن جريج قال، أخبرنى خالد: أنه سمع مجاهدا يقول فى قوله: "من يعمل سوئا يجز به "، قال: يجز به فى الدنيا.قال قلت:وما تبلغ المصيبات؟ قال:ما تكره " (تفسير الطبرى ، سورة النساء ، رقم الآية : ۱۲۳)

www.idaraghufran.org

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پریشانیوں اور مصائب کا ظہور کبھی انسان کے اپنے گناہوں اور برے کاموں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کی مزید وضاحت کئی احادیث سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ العُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ (سنن الترمذی، رقم الحديث: ۲۳۹۶، أبواب الزهد، باب ما جاء في الصبر على البلاء) [1]

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں (اس کے گناہوں کی) سزا جلدی دے دیتے ہیں، اور جب اللہ کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا اس سے روکے رکھتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت والے دن اسے پوری پوری سزا دے دیتے ہیں“ (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

” أُمَّتِي هَذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ، وَالزَّلَازِلُ، وَالْقَتْلُ “ (سنن أبي داود، رقم الحديث: ۴۲۷۸، كتاب الفتن والملاحم، باب ما يرجى في القتل) [2]

”میری امت پر رحم کیا گیا ہے، اس پر آخرت میں عذاب نہیں، بلکہ اس کا عذاب دنیا کی آزمائشوں، زلزلوں اور قتل کی صورت میں واقع ہوگا“ (ابوداؤد)

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ دکھ، پریشانی اور بیماری کبھی انسان کے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہوا کرتی ہے، اور یہ مصائب وآلام گویا گناہوں کی سزا بن کر انسان پر نازل ہوجاتے ہیں۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہی ایک مظہر ہے کہ کچھ گناہوں کی سزا اس دنیا میں ہی دکھ، پریشانی یا بیماری کی شکل میں مومن کو دے دی جاتی ہے، جبکہ اکثر گناہوں سے تو اللہ تعالیٰ درگزر ہی فرما دیتے ہیں اور دنیا وآخرت کہیں بھی ان کا مواخذہ نہیں فرماتے۔

---

[1] حكم الألباني: حسن صحيح (حاشية سنن الترمذي)

[2] حكم الألباني: صحيح (حاشية سنن أبي داود)

www.idaraghufran.org

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بسا اوقات انسان کو آخرت کے دردناک عذاب اور محشر کے ناقابلِ برداشت برے احوال سے بچانے کی خاطر اس پر دنیا میں ہی بُرے حالات اور پریشانیاں مسلط کر دیتے ہیں تاکہ بندہ اپنے کیے کی سزا اسی فانی دنیا میں بھگت جائے، جہاں کی تکلیف بھی عارضی اور غم بھی قابلِ برداشت ہے۔نتیجتاً کل جب انسان اللہ کے روبرو پیش ہوگا تو بڑی اور ناقابلِ برداشت تکالیف سے محفوظ رہ سکے گا۔

نیز جو مصائب و آلام انسان کو بطورِ سزا پیش آتے ہیں ان میں ایک پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان خدا سے سرکشی اور بغاوت والی روِش پر نظرِ ثانی کر کے اسے تبدیل کرے اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری والی زندگی بسر کرنا شروع کرے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ“ (سورة الروم، رقم الآية: ۴۱)

”فساد ظاہر ہوگیا خشکی اور سمندر میں، لوگوں کے اعمال کی وجہ سے، تاکہ اللہ ان کے کچھ کاموں کا مزا انہیں چکھائے، شاید کہ وہ باز آجائیں“(روم)

اس آیتِ کریمہ میں دنیا کے اندر رونما ہونے والے تمام فسادات اور مصائب کا سبب انسان کے برے کرتوتوں کو قرار دیا گیا ہے۔جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کبھی سیلاب، کبھی زلزلہ، کبھی قحط، کبھی بیماری اور کبھی کسی اور مصیبت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور اس عذاب بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان عبرت حاصل کر کے آئندہ کے لیے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کریں۔

قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ“

(سورة السجدة، رقم الآية: ۲۱)

”اور ہم ضرور بالضرور ان (نافرمان انسانوں) کو بڑے عذاب سے پہلے قریب کا عذاب چکھائیں گے، شاید کہ وہ باز آجائیں“(سجدہ)

www.idaraghufran.org

اس آیت کی تفسیر میں صحابیِ رسول حضرت ابی ابنِ کعب رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی مفسرین حضرات سے مروی ہے کہ قریب کے عذاب سے مراد دنیا کے مصائب وآلام ہیں۔ [1]

یعنی آخرت کا عذاب تو بڑا عذاب ہے، اُس عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ انسانوں کو دنیا میں ہی مصائب وآلام اور پریشانیوں کی شکل میں چھوٹے عذاب سے دوچار کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کر کے اپنی نافرمانی والی روش کو ترک کردیں اور خدا کی فرمانبرداری والی زندگی گزارنا شروع کردیں۔

اس لیے انسان کو جب کبھی کوئی مصیبت پیش آئے تو اسے چاہیے کہ اپنے احوال پر غور کرے اور جانے کہ کہاں اور کس موقع پر اُس سے خدا کی نافرمانی ہوئی۔ پھر اس نافرمانی کی معافی تلافی کر کے اللہ کے ساتھ آئندہ کے لیے اپنا معاملہ صاف کرے۔

خودساختہ پریشانی

پریشانیوں اور مصائب کے جو اسباب قرآن وسنت کی روشنی سے معلوم ہوتے ہیں وہ تو سطورِ گزشتہ میں تحریر کیے جاچکے ہیں۔ لیکن ایک پریشانی ان اسباب سے ہٹ کر بھی بسا اوقات ہم انسانوں کو لاحق ہوجایا کرتی ہے اور وہ بجا طور پر خودساختہ پریشانی کہلائے جانے کے لائق ہے۔

مستقبل کی فکر، معیارِ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے کا ڈر، مال واسباب کی نہ ختم ہونے والی حرص و ہوس، کاروبار میں خسارہ کا اندیشہ، مالی دوڑ میں دوسروں کو نیچا دکھانے کی سوچ اور اس جیسی بیسیوں بلکہ سینکڑوں پریشانیاں اسی قبیل کی چند مثالیں ہیں۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ دور کے ایک متوسط طبقے کے آدمی کو بھی آج ایسی ایسی سہولیات اور

---

[1] عن أبی بن کعب، فی قوله عز وجل: (ولنذيقنهم من العذاب الأدنى دون العذاب الأكبر)قال: مصائب الدنيا، والروم، والبطشة، أو الدخان (صحيح مسلم، رقم الحديث: ٤٢.٢٧٩٩، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب الدخان)

" قال ابن عباس العذاب الأدنى مصائب الدنيا وأسقامها " (تفسير الخازن، ج: ٣ ص: ٤٠٦، سورة السجدة)

"(وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى)عذاب الدنيا بالقتل والأسر والجدب سنين والأمراض"(تفسير الجلالين، ج: ١ ص: ٥٤٧، سورة السجدة)

www.idaraghufran.org

آسائشیں حاصل ہیں کہ زمانۂ ماضی کے بادشاہوں نے بھی کبھی ان کا تصور نہ کیا ہوگا۔لیکن ان تمام اسبابِ راحت کے باوجود بھی آج کا انسان پریشانیوں کا شکار ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں اس کائنات میں بکھری خدا کی نعمتوں کا شعور وادراک نہیں رہا۔ہم مصنوعی راحتوں اور مادی آسائشوں کے خواب وخیال میں اس قدر کھو چکے ہیں کہ ہمیں فطری نعمتوں اورراحتوں پرغوروفکر کرنے کا خیال ہی نہیں گزرتا۔

ورنہ اگراحساس کی نگاہ سے دیکھا جائے تو قدرت کی بے شمار نعمتیں جابجا کائنات میں بکھری ہوئی نظرآتی ہیں۔یہ دھوپ جس سے ہم بلاروک ٹوک فائدہ اٹھاسکتے ہیں،اس کی اہمیت اُس قیدی سے جا کر پوچھیے جوعرصہ سے کسی زنداں میں محبوس ہے۔ایک تنگ وتاریک کوٹھڑی اور بدمزاج سنتری کے سوااسے کچھ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔اس دھوپ کی نعمت کی افادیت وہی خوب جانتا ہیں۔

یہ صاف وشفاف پانی جوروزانہ ہم کئی لیٹر کے حساب سے استعمال کے ساتھ ساتھ ضائع بھی کر دیتے ہیں،اس کی اہمیت افریقہ یا سندھ کے کسی پسماندہ علاقے میں موجودان افراد سے جانیے کہ جن کو پینے کا چندلیٹر پانی حاصل کرنے کے لیے میلوں دورکا مشقت بھراسفرکرناپڑتا ہے۔

غرضیکہ قدرت کی بے شمارنعمتیں اورآسائشیں ہیں کہ جن سے ہم روزانہ نفع اٹھاتے ہیں اورخوب استفادہ کرتے ہیں لیکن ہمیں ان کا شعور وادراک نہیں ہوتا۔انسان خدا کی ان فطری نعمتوں کو سوچے اوران قدرتی راحتوں کا استحضار کرے تاکہ دل میں یہ احساس بیدار ہوکہ ہماری زندگی نعمتوں سے کس قدر معموراورآسائشوں سے کتنی لبریز ہے۔

اتنی نعمتوں اوراس قدرآسائشوں کے باوجودبھی اگرکوئی انسان خودساختہ پریشانیوں کے شکنجہ میں پھنسارہے تو یہ یقیناً خدا کی ناشکری ہوگی۔

نقشہ اوقاتِ نماز،سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں،مدرسوں،دفتروں اورگھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ:

ادارہ غفران،چاہ سلطان،راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ صفر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ صفر ۸۵۱ھ: میں حضرت جلال الدین محمد بن احمد بن طاہر بن احمد بن محمد بن محمد شمس بن جلال الدین خجندی مدنی حنفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(التحفة اللطيفة فى تاريخ المدينة الشريفة للسخاوى، ج ۲ ص ۴۱۵)

☐......ماہِ صفر ۸۵۲ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن یحییٰ سندبیسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(بغية الوعاة فى طبقات اللغويين والنحاة للسيوطى، ج ۲ ص ۸۹ ،نظم العقيان فى أعيان الأعيان للسيوطى ، ص ۱۲۷)

☐......ماہِ صفر ۸۵۳ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن محمد بن یوسف بن علی بن عیاش دمشقی مکی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقيان فى أعيان الأعيان للسيوطى ،ص ۱۲۳)

☐......ماہِ صفر ۸۵۳ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ظہیر الدین سلمونی قاہری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الطبقات السنية فى تراجم الحنفية لتقى الدين بن عبد القادر الغزى،ص ۶۷)

☐......ماہِ صفر ۸۵۵ھ: میں حضرت کمال الدین ابوبکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد سیوطی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ مشہور شخصیت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے والد تھے۔

(نظم العقيان فى أعيان الأعيان للسيوطى ،ص ۹۵)

☐......ماہِ صفر ۸۵۶ھ: میں حضرت کمال الدین محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن ہبۃ اللہ جہنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نظم العقيان فى أعيان الأعيان للسيوطى ،ص ۱۶۹)

☐......ماہِ صفر ۸۵۷ھ: میں امیر ابوسعید جقمق علائی ظاہری کی وفات ہوئی۔

(نظم العقيان فى أعيان الأعيان للسيوطى ،ص ۱۰۳)

☐......ماہِ صفر ۸۶۱ھ: میں حضرت جلال الدین محمد بن ابی البرکات محمد بن ابی السعود محمود بن حسین بن علی بن احمد بن عطیہ بن ظہیرہ مخزومی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نظم العقيان فى أعيان الأعيان للسيوطى ،ص ۱۶۸)

www.idaraghufran.org

☐......ماہِ صفر ۸۶۲ھ: میں حضرت نورالدین علی بن ابراہیم بن محمد شریف نورالدین حسینی شیرازی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۰)

☐......ماہِ صفر ۸۶۳ھ: میں حضرت عبدالعزیز بن عبدالسلام بن ابوالفرج بن سراج عبداللطیف بن جمال محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن محمود بن حسن انصاری زرندی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۱۸۳)

☐......ماہِ صفر ۸۶۳ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن عبداللہ بن خلیل بن احمد بن علی بن حسین تسولی بلاطنسی شافعی رحمہ اللہ کی فات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۵۰)

☐......ماہِ صفر ۸۶۶ھ: میں حضرت بدرالدین حسن بن محمد بن ایوب بن محمد بن حسین بن ادریس نسابۃ بن حسن بن علی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۰۵)

☐......ماہِ صفر ۸۶۹ھ: میں سلطان سعد بن محمد بن یوسف بن اسماعیل بن مفرح بن اسماعیل انصاری خزرجی سعدی عبادی کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۱۷)

☐......ماہِ صفر ۸۷۳ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن ابراہیم شروانی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۵)

☐......ماہِ صفر ۸۷۷ھ: میں حضرت ابراہیم بن عبدالواحد بن ابراہیم بن احمد بن ابی بکر بن عبدالوہاب مرشدی مکی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(الطبقات السنية فی تراجم الحنفية لتقی الدین بن عبد القادر الغزی، ص ۶۳)

☐......ماہِ صفر ۸۸۰ھ: میں حضرت ابراہیم جبرتی حنفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔
(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۱ ص ۹۳)

☐......ماہِ صفر ۸۹۱ھ: میں حضرت محمد بن عبداللہ بن علی صعیدی مدنی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۴۹۸)

☐......ماہِ صفر ۸۹۲ھ: میں حضرت شیخ محمد بن علاء الدین بن قاضی عالم بن قاضی جمال الدین ہاشمی منیری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۳ ص ۲۷۳)

☐......ماہِ صفر ۸۹۵ھ: میں حضرت شیخ غوث الدین قادری بغدادی گجراتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۳ ص ۲۶۳)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار   اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط17)   مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل

گزشتہ اقساط میں عہدِ رسالت اوراس کے بعد عہدِ صحابہ میں فقہ وفتاویٰ کی تدوین وترویج کا ذکر اور اس ضمن میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اہلِ فتاویٰ وفقہاءِ صحابہ اورصحابیات کے متعلق تفصیل ذکر کی گئی،اوراس سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایات،فتاویٰ اوران کی خدمات کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا۔

جس کے بعد فقہ کی تدوین وترویج سے متعلق تابعین اوراتباعِ تابعین کی خدمات اوران کے اسمائے گرامی کا بھی مختصراً ذکر ہوا،اوراس سلسلہ میں عالمِ اسلام کی مشہور علمی درسگاہوں اوران میں جن جن حضرات نے خدمات سرانجام دیں،کامختصر تعارف اورذکر کیا گیا۔

تاہم ان درسگاہوں کی ابتداءاوران کی نشر واشاعت عہدِ نبوی،عہدِ صحابہ،تابعین اوراتباعِ تابعین میں کس طرح ہوئی،اورکس طرح حدیث وفقہ کی باقاعدہ تدوین وترویج کا آغاز ہوا،ذیل میں اس پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

أصحابُ القرّاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا،اس لیے وحی کے انقطاع کے بعد نئے پیش آمدہ شرعی مسائل وحوادث میں کتاب وسنت کے بعد صحابۂ کرام ہی مرجع تھے،اور نئے مسائل میں اُن صحابہ کے آراء واقوال کو معتبر مانا جاتا تھا،جو کہ تفقہ فی الدین میں نمایاں مقام رکھتے تھے،قرآن کے عالم تھے کہ جنہوں نے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور پڑھا تھا،اوراس کے معنیٰ ومفہوم اورناسخ ومنسوخ وغیرہ کو سمجھا تھا۔

اس زمانہ میں ایسے اہلِ علم صحابہ''قرّاء'' کے لقب سے مشہور ہوئے،اور یہ لقب عالم کو غیر عالم سے

www.idaraghufran.org

ممتاز کرتا تھا۔ [1]

چنانچہ ان ہی جلیل القدر ہستیوں کے مشورہ سے اہم مسائل طے ہوتے تھے، اور ان حضرات میں خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام اور اسی طرح صحابیات شامل تھیں کہ جنھوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی کے ایک ایک پہلو کو بغور دیکھا تھا، یا جو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مجالس میں کثرت سے شریک ہوتے تھے، اور روزہ مرہ کے معمولات میں دستِ راست تھے۔

”أصحابُ الحدیث“ اور ”أصحاب الفقة“

مگر خلافتِ راشدہ کے بعد ان علمائے دین کے لیے ”أصحابُ القرّاء“ کے بجائے دو نئے لقب ”أصحابُ الحدیث“ اور ”أصحابُ الفقة“ پیدا ہوئے۔

جس کی وجہ یہ ہوئی کہ بہت سے صحابہ احادیث کی کتابت کے ساتھ ان کے معنیٰ اور الفاظ پر خاص توجہ رکھتے تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ نئے پیش آمدہ مسائل اور اجتہاد کرنے میں ان حضرات کا اعتماد ”کتابُ اللّٰہ“ اور ”سنتِ رسولُ اللّٰہ“ کی نصوص پر تھا، قیاس اور رائے سے شاذ و نادر ہی کام لیا کرتے تھے، ان کو ”أھلُ الحدیث“ یا ”أصحابُ الحدیث“ کے لقب سے یاد کیا جانے لگا، اور ان اصحاب کا مرکز حجاز کے دو شہر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تھے، جن میں مکہ میں ”ترجمانُ القرآن“ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کے اصحاب میں سے

---

[1] بعض روایات وآثار سے بھی صحابۂ کرام کے باہم ایک دوسرے کو اس لقب سے پکارنے کا ذکر ملتا ہے۔

عن همام، عن حذيفة، قال: يا معشر القراء استقيموا فقد سبقتم سبقا بعيدا، فإن أخذتم يمينا وشمالا، لقد ضللتم ضلالا بعيدا (صحيح البخارى، رقم الحديث ٧٢٨٢، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم)

وروينا عن عمر، أنه قال: يا معشر القراء، ارفعوا رئوسكم فقد اتضح الطريق، استبقوا الخيرات، ولا تكونوا عيالا على المسلمين (شعب الايمان للبيهقى، تحت رقم الحديث ١١٦٢)

عن ثابت قال: كنا عند أنس بن مالك فكتب كتابا بين أهله، فقال: اشهدوا يا معشر القراء، قال ثابت: فكأني كرهت ذلك، فقلت: يا أبا حمزة: لو سميتهم بأسمائهم قال: وما بأس ذلك أن أقول لكم قراء، أفلا أحدثكم عن إخوانكم الذين كنا نسميهم على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم القراء......(إلى آخر الحديث) (مسند احمد، رقم الحديث ١٢٤٠٢، مسند انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

عکرمہ، ابنِ جریج اور دیگر تابعین شامل ہیں، جبکہ مدینہ میں زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے اصحاب میں سے سعید بن مسیّب اور دیگر تابعین شامل ہیں۔

حجاز کے ان دونوں شہروں میں چونکہ محدثین کی کثرت تھی، اور یہی دو شہر ان حضرات کے مولد و مسکن تھے، اور یہیں پر مہاجرین و انصار صحابہ کی تربیت و نشائت ہوئی تھی، صحابۂ کرام کی اکثریت ابھی موجود تھی، اور سلسلۂ روایت تابعین سے آگے نہیں بڑھا تھا، حدیث روایت کرنے میں عام طور پر دوسرے صحابہ یا زیادہ سے زیادہ ان کے اصحاب و تلامیذ (یعنی تابعین) کا ہی واسطہ تھا، ان لیے یہ حضرات اسناد کے بجائے احادیث کے الفاظ و معنیٰ پر زیادہ توجہ دیتے تھے، اور اس منہج و مسلک کو ''مدرسةُ الحجاز'' یعنی حجازی مکتبۂ فکر کا نام دیا گیا۔ [1]

جب کہ ان کے مقابلے میں بہت سے صحابہ اور ان کے اصحاب و تلامیذ (تابعین) حدیث روایت کرنے کے سلسلہ میں سخت اصولوں پر کاربند تھے، یہ حضرات حدیث کی کتابت، ان کے الفاظ و معنیٰ کے ساتھ ساتھ ان کی اسناد پر بھی خصوصی توجہ دیا کرتے تھے، اور نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرنے میں ان حضرات کا اعتماد ''کتابُ اللّٰہ'' اور ''سنتِ رسولُ اللّٰہ'' کی نصوص پر ہونے کے ساتھ ساتھ اصول پر مبنی قیاس اور رائے پر بھی تھا، اس لیے ان حضرات کو ''أصحاب الفقہ'' اور ''أھلُ الرائے'' کے لقب سے یاد کیا جانے لگا، ان اصحاب کا مرکز عراق تھا، اور اس طرح ''مدرسةُ العراق'' یعنی عراقی مکتبۂ فکر وجود میں آیا۔

اس مکتبۂ فکر کے سربراہ، بانی و موجد صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے کہ جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کی طرف بھیجا تھا، تاکہ آپ وہاں کے لوگوں کو دینی تعلیمات سے روشناس کریں۔ [2]

---

[1] والدين والفقه والعلم انتشر فى الأمة عن أصحاب ابن مسعود، وأصحاب زيد بن ثابت، وأصحاب عبد الله بن عمر، وأصحاب عبد الله بن عباس؛ فعلم الناس عامته عن أصحاب هؤلاء الأربعة؛ فأما أهل المدينة فعلمهم عن أصحاب زيد بن ثابت وعبد الله بن عمر، وأما أهل مكة فعلمهم عن أصحاب عبد الله بن عباس، وأما أهل العراق فعلمهم عن أصحاب عبد الله بن مسعود (اعلام الموقعين، ج ۱، ص ۱۷، فصل عمن انتشر الدين والفقه)

[2] هو عبد الله بن مسعود بن غافل بن حبيب الهذلى، أبو عبد الرحمن من أهل مكة .من أكابر الصحابة فضلا وعقلا .ومن السابقين إلى الإسلام .وهاجر إلى أرض الحبشة الهجرتين .شهد بدرا وأحدا والخندق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

آپ کے بعد آپ کے اصحاب وتلامیذ میں سے ''علقمة نخعی'' اور ''ابراھیم نخعی'' اور دیگر شخصیات شامل تھیں، جن سے اس مکتبہ فکر کے ائمہ نے تربیت لی، اوران ہی فقہاء ومحدثین کے تلامذہ نے آگے چل کر دنیا میں کتاب وسنت اور فقہ وفتویٰ کو عام کیا ہے، اور یہیں سے ائمہ مذاہب کا سلسلہ جاری ہوا۔

عراق چونکہ ان دونوں فتنوں کی آماجگاہ تھا، جہاں پر کئی قسم کے گروہ اپنی مخفی اسلام دشمنی کا اظہار مختلف قسم کے شکوک وشبہات اور اپنے باطل عقائد کے ذریعہ کرتے تھے، اس لیے یہ حضرات احادیث کی روایت کے سلسلہ میں اسناد کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا کرتے تھے، اوراس سلسلہ میں مروی حدیث و روایت اور آثار کو سخت اصولوں پر پرکھا جاتا تھا، تاکہ فرقِ باطلہ کے باطل عقائد کی نشرواشاعت اوران کی تشہیر سے بچا جاسکے، اور موضوع ومنکرت روایات کی بھی پہچان ہوسکے۔

جدید مسائل کو عراقی مکتبۂ فکر والے شریعت کے عمومی مزاج اور قاعدوں کی طرف لوٹایا کرتے تھے، ان کے معیار پر تولتے تھے، اور قیاس اور رائے سے کام لینے میں بھی ان ہی شرعی اصول وقواعد کو ملحوظ رکھتے تھے، اور قابلِ اعتبار فقہی روایت پر غوروفکر اوراس کی مکمل چھان بین کیا کرتے تھے، اوراس کے لیے ایسی شرطیں روبہ عمل لایا کرتے تھے، جن پر اہلِ حجاز (یعنی حجازی مکتبۂ فکر) والے کاربند نہیں تھے، اس لیے نئے اور جدید مسائل میں اس مکتبہ فکر کے فقہاء کا زیادہ اعتماد قیاس اور رائے سے کام لینے پر تھا، سوائے اس کے کہ ان مسائل میں کوئی نصوصِ صریحہ مل جائے، تو پھر یہ حضرات قیاس اور رائے کی طرف التفات نہیں کرتے تھے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والمشاهد كلها مع رسول الله صلى الله عليه وسلم .كان ملازما لرسول الله صلى الله عليه وسلم وكان أقرب الناس إليه هديا ودلا وسمتا .أخذ من فيه سبعين سورة لا ينازعه فيها أحد .بعثه عمر إلى أهل الكوفة ليعلمهم أمور دينهم .له فى الصحيحين 848حديثا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٦٠، تحت الترجمة: عبدالله بن مسعود، م ٣٢ هـ)

[1] وهذا الطور امتداد لعهد صغار الصحابة، وقد اشترك أكثرهم فى حروب الفتنة .ولكن هذا العهد تميز بوجود مدرستين: إحداهما بالحجاز، والأخرى بالعراق .فأما مدرسة الحجاز فكان اعتمادها فى الاجتهاد على نصوص من كتاب وسنة، ولا تلجأ إلى الأخذ بالرأى إلا نادرا، وذلك لوفرة المحدثين هناك، إذ هو موطن الرسالة، وفيه نشأ المهاجرون والأنصار، وسلسلة الرواة عندهم قصيرة، إذ لا يتجاوز التابعى فى تحديثه عن الرسول صلى الله عليه وسلم أكثر من راو واحد، وهو الصحابى غالبا .والصحابة رضى الله عنهم عدول ثقات. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یا پھر نئے پیش آمدہ مسائل میں کوئی ایسی صریح حدیث وروایت مل جائے کہ جس میں شک وغلطی کا احتمال نہ ہو۔ (جاری ہے)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وكانت هذه المدرسة بالمدينة يتزعمها أولا: عبد الله بن عمر رضى الله عنهما، ومن بعده سعيد بن المسيب وغيره من التابعين، وأخرى بمكة، وكان يتزعمها عبد الله بن عباس رضى الله عنهما ترجمان القرآن .وحمل الأمانة بعده تلاميذه كعكرمة مولاه وابن جريج.

أما المدرسة الأخرى – وهى مدرسة العراق – فكانت تلجأ إلى الرأى كثيرا .والرأى عندهم يرجع إما إلى القياس الأصولي، وهو إلحاق مسألة لا نص فيها بمسألة فيها نص شرعي، لعلة جامعة بينهما، وإما رد المسائل المستحدثة إلى قواعد الشريعة العامة؛ لأن أساتذة هذه المدرسة شددوا فى الرواية، نظرا لأن العراق كان يومئذ موطن الفتن، ففيه الشعوبيون الذين يكنون العداء للإسلام، ولكنهم يعبرون عن ذلك بكراهيتهم للعرب، ومنهم الملاحدة الذين لا يفتئون يثيرون الشبهات، ومنهم غلاة الرافضة الذين بالغوا فى حب على حتى جعلوه إلها أو شبه إله، ومنهم الخوارج الذين يكرهون عليا وشيعته، بل ويستبيحون دماء المسلمين الذين على غير نحلتهم، ومنهم ومنهم . . .فكان الفقهاء الذين يعتد بهم يتحرون فى الرواية، ويدققون فيها، ويضعون شروطا لم يلتزمها أهل الحجاز.

وذلك أنهم اعتبروا عمل الصحابى أو التابعى بغير ما روى قدحا فى روايته .فيحملون هذه الرواية على أنها منسوخة أو مؤولة .وكذلك يعتبرون أن انفراد الثقة برواية فى مسألة تعم بها البلوى قدح فى روايته، ويحملون هذه الرواية على أنها إما منسوخة أو خطأ من الراوى عن غير قصد؛ لأنهم كانوا يتحاشون وصف الثقات بتعمد الكذب، فالعدل قد ينسى أو يخطء.

ومن هنا كثر اعتماد فقهاء هذه المدرسة على الأخذ بالرأى فيما يجد لهم من أحداث، اللهم إلا إذا ثبتت عندهم سنة لا شك فيها، أو كان احتمال الخطأ فيها احتمالا ضعيفا.

وكان زعيم هذه المدرسة عبد الله بن مسعود رضى الله عنه .ثم جاء من بعده تلاميذه، وأشهرهم علقمة النخعى، ثم من بعده إبراهيم النخعى، وعليه تخرج أئمة هذا المذهب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٢٧ و ٢٨، تحت المقدمة، الطور الثالث: طور التابعين)

شادی کو سادی بنایئے

نکاح کی فضیلت واہمیت، نکاح کے فرض، سنت اور حرام وغیرہ ہونے کی صورتیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے مسنون ومستحب نکاح کے نمونے، شادی کو آسان اور سادی بنانے کا حکم اور اس کا طریقہ، شادی کو سادی بنانے کے دنیوی اور اخروی فوائد ونتائج، کبر وعُجب، ریاکاری، نمود ونمائش اور اسراف پر مشتمل رسموں کی، دنیوی واُخروی تباہ کاریاں، اور ان کا نعم البدل، منگنی، نکاح، مہر، ولیمہ اور جہیز کا مدلّل ومفصّل حکم۔

مصنّف: مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء   حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط43)   مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

فتح مکہ کے موقعہ پر عمر رضی اللہ عنہ کا بتوں کی تصاویر مٹانا

احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، چنانچہ فتح مکہ کے مقام پر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ، فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا، فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مُحِيَتْ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا

(ابوداؤد، رقم الحديث ۴۱۵۶، اسناده صحيح)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فتحِ (مکہ) کے موقع پر بطحاء مقام پر حکم فرمایا کہ وہ کعبہ میں جائیں، اور ہر بُت کو مٹادیں۔
پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لائے، تو تمام بُت مٹے ہوئے تھے

(ابوداؤد)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر کعبہ میں رکھی ہوئی تصاویر مٹائی تھیں۔

بعض دوسری احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے، تو کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، جسے آپ بتوں کو مارتے جاتے تھے، اور (قرآن کی یہ آیت) تلاوت کررہے تھے کہ:

’’حق آگیا، اور باطل مٹ گیا، حق آچکا ہے، اور باطل نہ کسی چیز کی ابتداء کرسکتا ہے،

اور نہ اسے دوبارہ انجام دے سکتا ہے (کذا فی البخاری، رقم الحدیث ۴۲۸۷) ۱؎

مذکورہ دونوں طرح کی احادیث کی روشنی میں محدثین نے فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں رکھی ہوئی تصاویر مٹائی تھیں، اور کعبہ میں رکھے ہوئے بُت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گرائے تھے۔ ۲؎

نیز دیگر احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرکینِ مکہ نے کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تصاویر یا مجسمے بھی رکھے ہوئے تھے، اور ان کے ہاتھوں میں (فال اور جوّے کے) تیر تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اللہ مشرکین کو ہلاک کرے، اللہ کی قسم! ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے کبھی (فال اور جوّے کے) تیر نہیں نکالے (کذا فی البخاری، رقم الحدیث ۳۳۵۲) ۳؎

۱؎ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الفَتْحِ، وَحَوْلَ البَيْتِ سِتُّونَ وَثَلاَثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ، وَيَقُولُ: جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ، جَاءَ الحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ البَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (بخاری، رقم الحدیث ۴۲۸۷)

۲؎ عن جابر: أن النبی – صلى الله عليه وسلم – أمر عمر بن الخطاب زمن الفتح، وهو) نازل (بالبطحاء أی بطحاء مكة، وهو المحصب يقال له: خيف بنی كنانة (أن يأتی الكعبة فيمحو كل صورة) أی: كل تمثال على صورة نبی، أو ملک من الملائكة، أو نحو ذلک مما كان نقشا فی حائط، أو له جرم، أو غير ذلک مما فيه روح (فيها، فلم يدخلها النبی – صلى الله عليه وسلم – حتى مُحِيَتْ كل صورة فيها).

قال ابن رسلان: والظاهر أن ما أمره – صلى الله عليه وسلم – عمرَ بنَ الخطابِ كان مختصًّا بما نُقِشَ من الصور فی الجدران، فأمره بمحوها، وأما الأصنام وذی الأجرام منها فبقيت فيها حتى دخل رسول الله – صلى الله عليه وسلم – الكعبةَ، فأزالها بنفسه، كما ثبت أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – دخلها، وفيها ثلثمائة وستون نصبًا، فيطعن فيها ويقول: " جاء الحق وزهق الباطل " (بذل المجهود، تحت رقم الحديث ۴۱۵۶، باب فی الصور)

۳؎ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي البَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ، وَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ بِأَيْدِيهِمَا الأَزْلاَمُ، فَقَالَ: قَاتَلَهُمُ اللَّهُ، وَاللَّهِ إِنِ اسْتَقْسَمَا بِالأَزْلاَمِ قَطُّ (بخاری، رقم الحدیث ۳۳۵۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ، أَبَى أَنْ يَدْخُلَ البَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ، فَأُخْرِجَ صُورَةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا مِنَ الأَزْلاَمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " قَاتَلَهُمُ اللَّهُ، لَقَدْ عَلِمُوا: مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ "، ثُمَّ دَخَلَ البَيْتَ، فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي البَيْتِ، وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۲۸۸)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

تنظیموں کے جھگڑے

پیارے بچو! ایک یونیورسٹی تھی۔

وہ بہت بڑی یونیورسٹی تھی جہاں مختلف علاقوں کے لڑکے پڑھتے تھے۔ یونیورسٹیوں میں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں لڑکے اپنی تنظیمیں بناتے ہیں اور ان تنظیموں کے سہارے یونیورسٹی پر دباؤ اور پریشر ڈالتے ہیں اور اپنے مختلف کام نکلواتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ تمام تنظیمیں صرف یہی کام کرتی ہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کچھ تنظیمیں لڑکوں کی مختلف طریقوں سے مدد بھی کرتی ہے۔ کسی لڑکے کو فیس کے حوالے سے کوئی مسئلہ ہو، یا اور کوئی انتظامی مسئلہ ہو تب بھی وہ اس کی مدد کرتی ہیں۔ کچھ تنظیمیں علاقائی اور نسلی بنیاد پر قائم کی جاتی ہیں اور کچھ تنظیمیں سیاسی ناموں سے پہچانی جاتی ہیں۔

ایک مرتبہ بالکل ایسا ہی ہوا کہ ایک تنظیم جو سیاسی نام سے پہچانی جاتی تھی۔ اس کا یونیورسٹی میں بہت رعب اور دبدبہ تھا۔ پچھلے چند سالوں سے یہ تنظیم ایک کتاب میلہ کا انتظام کرواتی تھی۔ اس سال بھی اس نے پہلے کی طرح کتاب میلے کا بندوبست کیا۔

میلہ چھ دن چلتا تھا جس میں پہلے تین دن لڑکوں کے اور دوسرے تین دن لڑکیوں کے ہوتے تھے۔ لڑکوں کے دنوں میں وہاں کسی لڑکی کو آنے کی اجازت نہ تھی اور لڑکیوں کے دنوں میں وہاں کسی لڑکے کو آنے کی۔ پہلے تین دن تو سکون سے گزر گئے۔

جب اگلا سیشن شروع ہوا تو ایک دن شام کو یونیورسٹی میں افراتفری مچ گئی۔ ہر طرف شور شرابا تھا۔ سننے میں آیا کہ جس تنظیم نے یہ میلہ منعقد کروایا تھا اس کے منتظم دوسرے لڑکوں کو لڑکیوں والے سیشن میں جانے نہیں دیتے تھے مگر خود آتے جاتے تھے اس وجہ سے دوسری لسانی تنظیم نے ان کے خلاف احتجاج کر کے ان کا میلہ بند کروادیا۔

اس کے بعد اس سیاسی تنظیم کے کارکن ہاسٹلز میں گئے اور چن چن کر اس لسانی تنظیم کے کارکنوں کو بے دردی سے پیٹا جنھوں نے ان کا پروگرام بند کروادیا تھا۔ ہاسٹلز میں لڑکے گھبرا گئے اور گھبرا کر کچھ

www.idaraghufran.org

تو باہر کی طرف بھاگے اور کچھ اوپر چھتوں پر چڑھ گئے۔ نیچے سیاسی تنظیم کے کارکن پورے ہاسٹل کو محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ نیچے آنے کی خاطر یا اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کی خاطر اوپر کھڑے لسانی تنظیم کے کارکن نے ایک بڑا پتھر نیچے پھینکا جو آکر سیدھا سیاسی تنظیم کے کارکن کے سر پر لگا اور وہ وہیں اللہ کو پیارا ہو گیا۔ متعدد لڑکے زخمی ہوئے اور ہسپتالوں میں پہنچے۔ ان کے ماں باپ کو کہاں پتا تھا کہ انہوں نے تو اپنے لاڈلوں کو پڑھنے کے لیے بھیجا اور وہ یہاں پڑھائی کے بجائے کن کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔

آخر اس بچے کے ماں باپ، بہن بھائیوں پر کیا گزری ہوگی جو دوبارہ اپنے گھر جا کر اپنے والدین کو چہرہ نہ دکھا سکا۔ اس کے ماں باپ گھر کی دہلیز پر اس کی راہ تک رہے ہوں گے کہ کب ان کا لاڈلا آئے اور اسے گلے لگائیں۔ کتنے دنوں تک ان بچوں کی پڑھائی کا نقصان ہوا جو ہسپتالوں میں اپنی جان کا کھیل کھیلتے رہے۔

ان بچوں کے والدین اپنے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں گھر سے باہر کیسے نکل کر لوگوں کو منہ دکھائیں گے جن کے بچے آج بھی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔

ہم تو صرف التجا ہی کر سکتے ہیں کہ ماں باپ ان بچوں کو پڑھنے کے لیے بھیجتے ہیں تو پڑھائی کے علاوہ تنظیموں سے وابستگی اختیار کرنا اپنی پڑھائی اور والدین دونوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔ دین کی خدمت کا اس سے بہتر اور کون سا طریقہ ہو سکتا ہے کہ انسان یکسو ہو کر اپنی پڑھائی پر توجہ دے اور پڑھائی سے فارغ ہونے کے بعد اچھے اور عمدہ اخلاق کے ذریعے دوسروں کو دین کی طرف بلائے نہ یہ کہ دوسروں کو دبا کر ڈرا دھمکا کر اور زور زبردستی سے اپنی مرضی کے مطابق پورے نظام کو چلانے کی کوشش کرے اور پڑھائی سے فارغ ہونے کے بعد رزقِ حلال کی تلاش میں نکلے اور اپنی نیت کو درست رکھے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص اپنے والدین اور بیوی بچوں کے کمانے کے لیے نکلتا ہے تو وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے۔

پیارے بچو! ہمیں چاہیے کہ اپنی پڑھائی پر توجہ دیں اور ادھر ادھر کے کاموں میں پڑنے کے بجائے کیوں نہ خوب محنت کریں اور جو پڑھ رہے ہیں اسے سمجھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط31) مفتی طلحہ مدثر

خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (پہلا حصہ)

معزز خواتین! اللہ تعالیٰ کا بے حد انعام واحسان ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے نکاح کو مشروع قرار دیا، اور اس کو ہمارے لیے باعثِ اجر وثواب قرار دیا، نکاح کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے الگ رہنے والوں پر شدید ناراضگی کا اظہار کرنا اور اس عمل پر سختی سے ممانعت کرنا منقول ہے، اسی وجہ سے بعض صحابہ کرام سے مروی ہے، کہ وہ وفات کے وقت بھی غیر شادی شدہ ہونے کو ناپسند سمجھتے تھے، نکاح کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے شدید ترغیب کی بنا پر ان کی خواہش یہ تھی، کہ وہ وفات کے وقت بھی شادی شدہ ہی ہوں۔

نکاح ہمیشہ برقرار رہنا چاہیے

معزز خواتین! جب کبھی بھی مسلمان مرد اور عورت نکاح کے رشتے میں ایک ساتھ جمع ومنسلک ہوتے ہیں ،تو شریعت ان دونوں کو اس بات کی ترغیب دیتی ہے، کہ وہ اس رشتہ کو آخری سانس تک نبھائیں ،اور ہمیشہ کے لیے اس نکاح کی نعمت کو برقرار رکھیں ، کیونکہ اس رشتہ کا باقی رہنا صرف میاں ، بیوی کے لیے ہی نہیں بلکہ آنے والی نسلوں اور دونوں خاندانوں کے لیے بھی باعث محبت ومصلحت ہے ،اسی لیے شریعت خاوند اور بیوی دونوں کو اس بات کا پابند کرتی ہے، کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق خوش اسلوبی سے ادا کریں، جس سے یہ رشتہ مزید مضبوط ہو اور باہمی حقوق میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں، جس کی وجہ سے اس رشتہ کی بنیادیں کمزور ہو جائیں اور آپس میں اختلاف ،نفرت اور جدائی کی نوبت آجائے ، چنانچہ بیوی کے حقوق کی رعایت اور خیال رکھتے ہوئے شوہر کو ہدایات دی گئیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (سورۃ نساء، ۴)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیا کرو۔ (نساء)

www.idaraghufran.org

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورة بقرة، ۲۳۳)

ترجمہ:اور بچے والے کے ذمے ہے بچوں کی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق (بقرۃ)

لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا (سورة بقرة،۲۳۳)

ترجمہ: تکلیف نہ پہنچائی جائے کسی والدہ کو اپنے بچے کی وجہ سے (بقرہ)

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ (سورة الطلاق ۶،)

ترجمہ:اوران عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ انہیں تنگ کرنے کے لیے (طلاق)

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ (سورة طلاق، ۷)

ترجمہ: چاہیے کہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق۔ (طلاق)

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (سورة نساء ۱۹)

ترجمہ:اورعورتوں کے ساتھ اچھے طریقے پر معاشرت اختیار کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو بعید نہیں کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو اور اس میں اللہ نے تمہارے لیے بہت کچھ بہتری رکھ دی ہو (نساء)

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورة بقرة،۲۲۸)

ترجمہ:عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں (بقرہ)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے حقوق کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ (سنن ترمذی،باب فی فضل أزواج النبی صلی اللہ علیه وسلم،رقم الحدیث ۳۸۹۵)

www.idaraghufran.org

ترجمہ:تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے(ترمذی)

اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا (صحيح مسلم، كتاب الرضاع،باب الوصية بالنساء،رقم الحديث ،۶۵، ۱۴۶۸)

ترجمہ:عورتوں (کے ساتھ اچھا سلوک کرنے)کے بارے میں میری وصیت یاد رکھو!(مسلم)

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ (صحيح مسلم ،باب حجة النبى صلى الله عليه وسلم،۱۴۷، ۱۲۱۸)

ترجمہ:عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، بے شک تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے(مسلم)

وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا يُقَبِّحْ، وَلَا يَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ (سنن ابن ماجه ،كتاب النكاح ۱۸۵۰)

ترجمہ:اور بیوی کو چہرے پر نہ مارو،اور برا بھلا نہ کہو،اور الگ مت ہو مگر صرف بستر میں (یعنی ناراض ہوکر الگ گھر میں منتقل نہ ہو)(ابن ماجہ)

اسی طرح شوہر کے حقوق کا ذکر بھی قرآن وحدیث میں آیا ہے لیکن چونکہ شوہر کا درجہ زیادہ ہے،اس لیے اس کے حقوق کی رعایت بھی زیادہ ہے،اور اس کی حق تلفی پر وعید بھی سخت الفاظ میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ(سورة نساء ،۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم (نگران) ہیں بسبب اس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہے اور بسبب اس کے کہ جو وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں(نساء)

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ(سورة بقرة ،۲۲۸)

ترجمہ: البتہ مردوں کو ان (عورتوں) پر فوقیت حاصل ہے ۔اور اللہ سب پر غالب

اقتدار رکھنے والا اور بہت حکمت والا ہے(بقرہ)

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے حقوق بیان کرتے ہوئے درج ذیل ارشادات فرمائے:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا(سنن ترمذی، ۱۱۵۹)

ترجمہ:اگر میں کسی شخص کو دوسرے انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا،تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے(ترمذی)

أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ، دَخَلَتْ الْجَنَّةَ(سنن ابن ماجه، ۱۸۵۴)

ترجمہ: جو بھی عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو،تو وہ جنت میں داخل ہوگی(ابن ماجہ)

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا(سنن ابن ماجه، ۱۸۵۳)

ترجمہ:اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے،عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کرسکتی،یہاں تک وہ کہ اپنے شوہر کا حق ادا کردے(ابن ماجہ)

فَانْظُرِي أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ(مسند احمد۱۹۰۰۳)

ترجمہ:تم اپنے شوہر کے ساتھ اپنا رویہ اور برتاؤ اچھی طرح دیکھ لو،کیونکہ وہی تمہاری جنت بھی ہے اور دوزخ بھی(مسند احمد)

میاں بیوی کے لیے مذکورہ ہدایات نمونہ کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کی ہیں،اس بارے میں احادیث اتنی کثیر تعداد میں ہے کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے،تو ایک پوری کتاب تیار ہوجائے،اب انصاف کی نگاہ سے غور کرنے والا لازماً اسی نتیجہ پر پہنچے گا،کہ جس گھر میں بھی ان ہدایات کی اتباع ہوگی،وہاں طلاق،یا جدائی کی نوبت نہ ہونے کے برابر ہی ہوگی۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

نمازوں کی پابندی کرنے والا جنتی ہے

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَافَظَ عَلَی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ رُکُوْعِھِنَّ وَسُجُوْدِھِنَّ وَوُضُوْئِھِنَّ وَمَوَاقِیْتِھِنَّ وَعَلِمَ أَنَّھُنَّ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ أَوْ قَالَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ

(مسند احمد، رقم الحدیث 18345)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جس نے پانچ نمازوں کی حفاظت کی، ان کے رکوع کی بھی، اور ان کے سجدوں کی بھی، اور ان کے وضو کی بھی، اور ان کے اوقات کی بھی (یعنی ان تمام چیزوں کی رعایت کے ساتھ پانچ نمازوں کا اہتمام کیا) اور اس بات کا یقین بھی رکھا کہ یہ نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور فرض ہیں، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، یا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اس کے لئے جنت واجب ہوجائے گی (مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں پانچ نمازوں کو ان کے تمام ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنے پر جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کا ذکر آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نمازوں کو نہایت اہتمام کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315
0322-5503460
حاجی عمران

عارف فوڈز

حاجی امجد
0300-5198823
0315
حاجی کامران
0321-5353160
0312

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

جمعہ مبارکہ کی خصوصی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ فَأَحْسَنَ الطُّهُوْرَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَلْغُ، وَلَمْ يَجْهَلْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ، وَفِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَالْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ (مسند احمد، رقم الحديث 11347)

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی پاکی حاصل کرتا ہے، اور اچھی طرح پاکی حاصل کرتا ہے، پھر نمازِ جمعہ کے لیے آتا ہے، اور کوئی لغو حرکت نہیں کرتا، اور نہ ہی جہالت والا کام کرتا ہے، یہاں تک کہ امام نماز سے فارغ ہوجائے، تو یہ اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے، اور جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ جس میں کوئی مومن آدمی بھی اللہ سے کسی چیز کا سوال کرے، تو اللہ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے، اور فرض نمازیں ایک دوسرے کے درمیانی اوقات کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہیں (مسند احمد)

مذکورہ حدیث سے جمعہ کی افادیت وخصوصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، مگر آج بھی بہت سے لوگ نمازِ جمعہ کو ترک کرکے کام وکاج میں مصروف رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے۔ آمین۔

غیبت، چغل خوری اور دوسرے بدترین گناہوں پر عذابِ قبر

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ فِيْ غَيْرِ كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ صَاحِبَ نَمِيْمَةٍ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ، فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَوَضَعَ نِصْفَهَا عَلٰى هٰذَا الْقَبْرِ، وَنِصْفَهَا عَلٰى هٰذَا الْقَبْرِ وَقَالَ: عَسٰى أَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا دَامَتَا رَطْبَتَيْنِ (مسند ابو داود للطيالسي، رقم الحديث2768)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر آئے، پھر فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، جو (ایسے گناہ کی وجہ سے ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں) بڑی چیز نہیں ہے، ایک تو ان میں سے لوگوں کے گوشت کو کھاتا تھا (یعنی غیبت کرتا تھا) اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی، جس کے دو حصے کیے، جس کا آدھا حصہ اس قبر پر، اور آدھا حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا، اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ دونوں شاخیں تر (اور ہری) رہیں، ان کے عذاب کو ہلکا کر دیا جائے۔

مذکورہ حدیث سے غیبت اور چغل خوری جیسے بدترین گناہ کی قباحت معلوم ہوتی ہے، جبکہ ایک حدیث میں پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے والے کا بھی ذکر ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

دوسروں کو نیکی کا حکم دینا مگر خود عمل نہ کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِىَ بِىْ عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ .قَالَ :قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ ؟ قَالُوْا : خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا مِمَّنْ كَانُوْا يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ ، وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ، أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ (مسند أحمد، رقم الحديث 12211)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ دنیا دار خطیب ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو بُھلا دیتے ہیں، اور وہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں، کیا یہ سمجھتے نہیں (مسند احمد)

مذکورہ حدیث سے وہ لوگ تو شامل ہیں، جو خطیب ومقتداء وغیرہ ہیں، اور وہ لوگ بھی شامل ہیں، جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے منع کرتے ہیں، مگر خود ان گناہوں میں بدستور مبتلا رہتے ہیں، اور بداعمالیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، تو ایسی لوگوں کے لیے اس قسم کے سخت عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، پکن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

شبلی اور فراہی (قسط 1)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

ہم نے سنا ہے کہ اکابرِ دیوبند اور علامہ شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی صاحبان کے مابین سخت اختلاف تھا، اور مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی اور بعض دوسرے علمائے کرام نے، مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی صاحبان کے متعلق کفر کا فتویٰ جاری کیا تھا۔

جب کہ بعض حضرات اس کا انکار کرتے ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ اس طرح کا فتویٰ ایک مرتبہ اگرچہ دیا گیا تھا، لیکن بعد میں وضاحت سامنے آنے پر اس فتوے سے رجوع کرلیا گیا تھا۔

بعض لوگوں نے اس سلسلے میں مولانا عبدالماجد دریابادی اور مولانا سید سلیمان ندوی صاحبان کی کتابوں کا ذکر کیا کہ ان کی بعض کتابوں میں اس بات کا ذکر ہے، ہم اس سلسلے میں آپ کی طرف سوال بھیج رہے ہیں، تاکہ آپ اصل مسئلہ کی حقیقت اور اس کے پسِ منظر کو واضح کردیں، تاکہ ہر قسم کا شک وشبہ اور اختلاف دور ہوجائے۔

امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہمیں تفصیل سے آگاہ فرمائیں گے۔ والسلام

سائل............سلطان پورہ، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

آپ نے سوال میں حضرت تھانوی، مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی صاحبان کے مابین

www.idaraghufran.org

اختلاف اور فتوے کے بارے میں تفصیل معلوم کرنا چاہی ہے۔

اس سلسلے میں پہلے تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اہلِ حق حضرات کا کسی سے اتفاق یا اختلاف دین کے تابع ہوتا ہے، اور اس سلسلے میں کسی کا استاد یا شاگرد ہونا یا اپنی کسی مخصوص جماعت سے منسلک اور اس کی طرف منسوب ہونا، نہ ہونا، اس کے متعلق، آزادانہ و منصفانہ حقِ رائے دہی میں حائل و مانع نہیں ہوتا، نیز اہلِ حق کا اختلاف اپنی حدود پر قائم رہتا ہے، اسی وجہ سے اختلاف کے باوجود دوسرے کی اچھی باتوں سے افادہ و استفادہ اور اس کی تحسین کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، اسی طرح اہلِ حق کا اختلاف دوسرے کے شخصی و ذاتی احترام کے منافی بھی نہیں ہوتا۔

جو لوگ ان امور میں فرق کو نہیں سمجھتے، وہ طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

> اگر اپنے بڑوں سے بھی اختلاف نیک نیتی کے ساتھ اور محض دین کے لیے ہو، تو کچھ مضائقہ نہیں۔''الافاضات الیومیہ''۔(ماخوذ از: آپ بیتی نمبر۶ یادِ ایام نمبر۵، صفحہ ۳۳۰، فصل نمبر۱۵''اکابر کا معمول، تنقیدات اور آپس کے اختلاف کے بارے میں''مطبوعہ: مکتبۃ الشیخ، بہادر آباد، کراچی)

حضرت شیخ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

> علم و تحقیق کے سفر میں ایسے مراحل بھی آتے ہیں، جہاں ایک طالب علم کو کسی دوسرے عالم سے اختلاف کرنا پڑتا ہے، اور بعض مقامات پر اپنے بڑوں سے بھی اختلاف کرنا پڑتا ہے۔
>
> اس سلسلے میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ نہ تو کسی کا ادب و احترام اس سے اختلافِ رائے کے اظہار میں مانع ہوا، اور نہ کبھی اختلافِ رائے نے ادب و احترام میں ادنیٰ رخنہ اندازی کی، آپ نے بعض مسائل میں بڑے بڑے علماء سے اختلاف کیا، بلکہ اپنے شیخ و مربی حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ سے بھی چند فقہی مسائل میں اختلافِ رائے رہا، اور خود حضرتؒ نے آپ سے یہ فرمایا کہ تمھارے دلائل پر مجھے شرح صدر نہیں ہوتا، اور میرے دلائل پر تمہیں شرح صدر نہیں، اس لیے

دونوں اپنے موقف پر رہیں، تو کچھ حرج نہیں، لیکن ایسے مواقع پر حضرت والد صاحب کا عام معمول یہ تھا کہ جن صاحب سے اختلافِ رائے ہوا ہے، نہ صرف یہ کہ ان کے ادب واحترام میں کوئی ادنیٰ فرق نہ آنے دیتے، بلکہ ان کے کلام کا کوئی صحیح محمل بھی تلاش کر کے لکھ دیتے (میرے والد میرے شیخ ص ۱۳۸، ۱۳۹، ناشر: مکتبہ معارف القرآن کراچی، طبع جدید: محرم الحرام 1430 جنوری 2009)

یہ صرف چند نمونے ذکر کیے گئے ہیں، اگر تفصیل کی ضرورت ہو، تو بندے کی دوسری تالیف ”اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

مقصدِ اصلی یہ ہے کہ حضرت تھانوی، علامہ شبلی، مولانا فراہی اور اس کے بعد مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا عبدالماجد دریابادی صاحبان کے حوالے سے جو بحث آرہی ہے، اس کو اسی علمی و دینی جذبے کے تناظر میں ملاحظہ کرنا چاہیے، اور اس کو ذاتی اونچ نیچ کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔

مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کا تعارف

مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی صاحبان کے اوصاف وخدمات کا اہلِ علم نے اعتراف کیا ہے، اور ان کی خدمات کو سراہا ہے، لیکن فردِ بشر ہونے کی حیثیت سے ان کے علمی و دینی کاموں میں جو فروگزاشتیں محسوس کیں، ان پر شخصی احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داری کی بنا پر تنقید بھی کی، اور اس تنقید کو ان کی خدمات، یا شخصی احترام میں حائل نہیں ہونے دیا۔

البتہ ان امور کا ذکر نہ تو ایک ساتھ کرنا ضروری ہوتا ہے، اور نہ ہی ہر شخص کا ان سے واقف ہونا ضروری ہے، یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص کسی کی مخصوص حالت پر باخبر ہو، اور دوسرے حالات پر باخبر نہ ہو، اسی طرح ہر قسم کے پہلوؤں کا کسی ایک مقام پر ذکر کرنا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ حسبِ موقع وحسبِ ضرورت کبھی کوئی ایک پہلو اور کبھی دوسرا پہلو اور کبھی ضرورت پڑنے پر مختلف پہلوؤں کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔

اسی لیے اگر کوئی کسی ایک حالت کا حکم بیان کرے، اور دوسرا کسی دوسری حالت کا حکم بیان کرے، تو درحقیقت ان سب چیزوں میں تعارض وٹکراؤ نہیں ہوتا۔

www.idaraghufran.org

مولانا شبلی نعمانی صاحب کی ولادت 1274ھ ،مطابق 1857ء میں ،بندول ضلع اعظم گڑھ (یوپی۔انڈیا) میں ہوئی۔آپ کے والد ماجد کا نام شیخ حبیبُ اللہ تھا۔

مولانا احمد علی محدّث سہارن پوری،اور مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

فراغت کے بعد وکالت کا امتحان پاس کیا اور کچھ دن وکالت بھی کی، پھر اس کو چھوڑ کر سرکاری ملازمت اختیار کی اور امین دیوانی کے عہدے پر فائز رہے، چند دنوں کے بعد اس سے بھی مستعفی ہو گئے۔

1882ء میں علی گڑھ گئے، جہاں آپ کی ملاقات سرسید احمد خاں سے ہوئی۔انھوں نے آپ کو علی گڑھ کالج میں فارسی کا پروفیسر مقرر کر دیا۔

سرسید احمد خاں کے انتقال کے بعد 1898 عیسوی میں علی گڑھ سے قطع تعلق کر لیا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد سید علی بلگرامی کی خواہش پر حیدر آباد گئے اور وہاں چار برس تک بحیثیت ناظم، محکمہ تعلیم میں کام کیا، پھر ندوۃُ العلماء، لکھنؤ تشریف لائے ، جہاں معتمدِ تعلیم کے عہدے پر قائم ہوئے اور یہیں سے آپ کی شہرت کا آغاز ہوا۔بعد میں ندوۃ العلماء، لکھنؤ کو خیر باد کہہ کر اعظم گڑھ ہی میں اپنی جائیداد وقف کر کے دارُالمصنفین کی بنیاد رکھی اور علمی کاموں میں مشغول ہو گئے۔

مولانا شبلی نعمانی صاحب اردو وفارسی کے ادیب وشاعر تھے،تاریخ نویسی میں بھی خاصی دل چسپی اور مہارت تھی،آپ کے علمی کارناموں میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی جلد، المامون، الفاروق، سیرتُ النعمان، الغزالی،سوانح مولانا روم،علم الکلام،شہدائے قوم اور مکاتیبِ شبلی وغیرہ مشہور ومعروف ہیں۔

آپ کی وفات 1333ہجری ،مطابق 18نومبر 1914عیسوی کو ہوئی، اور دارالمصنفین اعظم گڑھ کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

مولانا شبلی نعمانی صاحب کے متعلق مزید کلام آگے مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کے حوالے سے آتا ہے۔

جہاں تک مولانا حمیدالدین فراہی صاحب کا تعلق ہے،تو آپ 18نومبر 1863عیسوی کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے،اور 11 نومبر 1930 عیسوی کو وفات پائی،مولانا امین احسن اصلاحی کا شمار،

مولانا حمید الدین فراہی صاحب کے تلامذہ اور شاگردوں میں ہوتا ہے، جس طرح جاوید احمد غامدی صاحب کا شمار مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔

مولانا حمید الدین فراہی صاحب سے، مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کا قریبی تعلق تھا۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا حمید الدین فراہی کے انتقال کے بعد ان پر ایک مضمون لکھا تھا، جس کے چند اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

مولانا (حمید الدین صاحب مرحوم) اپنے نام کے ساتھ کبھی کبھی فراہی لکھا کرتے تھے، مولانا شبلی مرحوم اور مولانا حمید الدین دونوں میرے پھپھیرے بھائی تھے، مولانا حمید الدین کے والد مولوی عبدالکریم صاحب، مولانا شبلی کے ماموں تھے، دونوں بھائیوں کی پیدائش چھ برس آگے پیچھے ہوئی، مولانا شبلی 1275ھ، 1857ء میں پیدا ہوئے، اور مولانا حمید الدین صاحب 1280ھ، 1862ء میں۔ (یادِ رفتگاں، ص ۱۱۲، ۱۱۳، مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی، سالِ اشاعت: 1983)

مولانا (فراہی) بیس برس کی عمر میں 1300ھ، 1882ء میں عربی تعلیم سے فارغ ہوگئے، اور عربی ادب میں بھی وہ کمال حاصل کیا کہ سچ یہ ہے کہ وہ اس میں اپنے استادوں سے بھی گویا سبقت لے گئے، ان کا عربی دیوان اس بیان کا شاہد ہے۔

اس زمانے میں انگریزی پڑھنا کفر سمجھا جاتا تھا، مگر یہ کفر مولانا نے توڑا، نخ کے طور پر (راز داری کے ساتھ) انگریزی کچھ پڑھ لینے کے بعد کرنل گنج اسکول الٰہ آباد میں داخل ہوگئے، انٹرنس کا امتحان پرائیویٹ طور پر دے کر ایم-اے-او- کالج، علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ (یادِ رفتگاں، ص ۱۱۵)

مولانا حمید الدین صاحب علی گڑھ (کالج) میں دو سال کے قریب (عربی کے مددگار پروفیسر کی حیثیت سے مقیم) رہے۔ (یادِ رفتگاں، ص ۱۲۰)

(مولانا فراہی، تفسیرِ قرآن کے سلسلے میں) اجزا جو لکھتے جاتے تھے، وہ مولانا شبلی مرحوم کی خدمت میں بھیجتے رہتے تھے، شروع شروع میں استاد کو اپنے شاگرد کے اس نظریے

www.idaraghufran.org

سے اختلاف تھا کہ قرآن پاک کے مطالب ومعانی مرتب ومنظّم ہیں، اور وہ مولانا حمید الدین صاحب کی اس کوشش کو رائیگاں سمجھتے تھے، لیکن جب انھوں نے ان کی تفسیر کے متعدد اجزا دیکھے، تو قائل ہوتے چلے گئے، اور آخر داد دینے لگے اور حوصلہ افزائی کرنے لگے، اور آخر آخر میں تو وہ مولانا حمید الدین کی نکتہ دانی کے اس درجہ قائل ہو گئے تھے کہ قرآنی مشکلات کے حل میں وہ ان سے مشورہ لینے لگے تھے۔ (یادِ رفتگاں، ص ۱۱۸، ۱۱۹)

مولانا حمید الدین فراہی صاحب تفسیر کے سلسلے میں ربطِ آیات پر غیر معمولی زور دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ تفسیر کو بھی اس کے تابع کرتے تھے، اور اس کی خاطر بعض صحیح احادیث کی تفسیر کو نظر انداز کر دیا کرتے تھے۔

یہ طریقہ چونکہ تفسیر کے صحیح منہج پر قائم نہ تھا، اس لیے اس میں کئی دشواریاں خود ان کو بھی پیش آتی تھیں ، جن میں سے بعض کا احساس مولانا شبلی نعمانی صاحب کو بھی ہوا۔

چنانچہ مولانا شبلی نعمانی صاحب، مولانا حمید الدین فراہی صاحب کو اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

تم صرف ربط والی چیزوں کو لیتے ہو، حالانکہ اعتراض یہ ہے کہ مربوط مطلب کے بیچ میں جو غیر متعلق باتیں آجاتی ہیں، وہ سلسلۂ کلام کو درہم برہم اور غیر منظّم کر دیتی ہیں۔ ان کا تعلق اور ربط ثابت کرنا چاہیے (مکاتیبِ شبلی، ج ۲ ص ۱۴، مکتوب نمبر ۱۹، مولانا حمید الدین صاحب، بی۔ اے کے نام، مطبع: معارف اعظم گڑھ ۱۹۷۱ء)

ایک اور مکتوب میں مولانا شبلی نعمانی صاحب، مولانا فراہی صاحب کو لکھتے ہیں:

جن دو آیتوں میں تم ربط بتلاتے ہو، ان کے درمیان میں اور آیتیں آجاتی ہیں، جو بظاہر ان دونوں سے بے تعلق معلوم ہوتی ہیں، تاہم مجموعی طور سے یہ کوشش بے سود نہیں (مکاتیبِ شبلی، ج ۲ ص ۱۵، مکتوب نمبر ۲۰، مولانا حمید الدین صاحب، بی۔ اے کے نام، مطبع: معارف اعظم گڑھ ۱۹۷۱ء)

چونکہ مولانا فراہی کا ربطِ آیات پر غیر معمولی توجہ دینا، یہاں تک کہ تفسیر کو اس کے تابع کرنا دوسروں کی نظر میں غیر ضروری امر تھا، اس لیے اس سے مذکورہ الجھنیں پیدا ہوتی تھیں۔

مولانا حمید الدین فراہی صاحب کی بعض تفسیری فروگزاشتوں کا ذکر آگے آتا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب، اپنے ایک مضمون ''مفسر الفراہی'' میں لکھتے ہیں:

(مولانا فراہی) غیرتِ دینی کے پتلے تھے، مولانا شبلی کبھی کبھی ہنسی ہنسی میں یا فرطِ شوخی سے مذہب پر چوٹ کر جاتے، مولانا فراہی کو اس کی ذرا برداشت نہ تھی، سنجیدگی سے جواب میں مقالہ، یا رسالہ لکھ ڈالتے، اور جب تک لکھ نہ لیتے، محسوس ایسا کرتے کہ جیسے بخار چڑھ آیا ہو۔ (معاصرین، ص۱۲۲، مطبوعہ: مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی)

نیز مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں:

موضع ''پھریا''، ضلع اعظم گڑھ کے ایک فاضل بزرگ مولانا حمید الدین تھے، مولانا شبلی کے عزیز وقریب، ادبیاتِ عربی کے ماہر، اور قرآن کے بڑے گہرے طالب علم، انگریزی میں بھی گریجویٹ، جو کچھ لکھتے، عموماً عربی ہی میں لکھتے، تفسیرِ قرآنی ایک فلسفیانہ اسلوب پُر کرتے، اور متعدد تفسیری رسالوں کے مصنف تھے، ایک مدرسہ بھی، ان کے خاص انداز پر چلایا ہوا ''مدرسۃ الاصلاح' کے نام سے ''سرائے میر، ضلع اعظم گڑھ'' میں قائم تھا، ان کی تفسیر ''نظامُ الفرقان'' کا تذکرہ ان اوراق میں 1929 عیسوی کے واقعات کے ذیل میں آچکا ہے، 1930 عیسوی میں وفات پائی، چند سال بعد ان کے بعض ناتمام قلمی مسودے ان کے شاگردوں نے اسی صورت میں شائع کردیے، ان میں یقیناً بعض الفاظ دینی حیثیت سے بے جا اور قابلِ گرفت موجود تھے۔ (نظرِ ثانی کے وقت مولانا خود ان کی اصلاح ضرور کردیتے) مولوی صاحبان ایسے موقع کی تاک ہی میں لگے رہتے ہیں، اور یہاں تو پھر ایک مدرسہ بھی اس مدرسے کے مقابل تھا، زور وشور سے تکفیر ہونے لگی، اور مکفرین میں حضرت مولانا کے بعض شاگردوں کے ساتھ ساتھ خود حضرت مولانا کا نام بھی آنے لگا۔ (''حکیم الامت'' نقوش وتاثرات، صفحہ ۴۵۷، مقالہ نمبر۸۷ سنہ 1936 عیسوی، ناشر: الفیصل، غزنی سٹریٹ، لاہور، تاریخِ اشاعت: اگست 1992 عیسوی)

www.idaraghufran.org

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب نے مذکورہ تحریر کے بعد مولانا حمیدالدین فراہی صاحب کی تکفیر کے سلسلے میں پوری تفصیل اوراس کے پسِ منظراور نتیجےکواپنی مذکورہ کتاب میں نقل کیا ہے۔

اس بارے میں ان کی حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے تفصیلی مکاتبت بھی ہوئی تھی، جس میں مولانا حمید الدین فراہی اور مولانا شبلی نعمانی صاحبان کے متعلق تکفیر کا فتویٰ جاری ہونے اوراس سے رجوع کرنے کی تفصیل مذکور ہے،اسی کے ساتھ یہ مکاتبت بہت سے علمی، فقہی اوراصلاحی پہلوؤں کوبھی اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے، آگےاس مفید مکاتبت کونقل کیا جاتا ہے،کہیں کہیں بندہ محمد رضوان نے حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے۔

شبلی وفراہی کے متعلق مکاتبتِ تھانوی ودریابادی کا حوالہ

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب نے مولانا حمیدالدین فراہی اور مولانا شبلی نعمانی صاحبان کی تکفیر کے فتوے سے متعلق 1936 عیسوی میں جو مکاتبت ، اپنے شیخ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے کی ،اس کو ذیل میں ملاحظہ فرمایے،مولانا عبدالماجد دریابادی اور حضرت تھانوی کی تحریرات کے شروع میں ان کا نام درج کردیا گیا ہے،تاکہ افہام وتفہیم میں آسانی رہے۔

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) ''مدرسۃ الاصلاح'' سرائے میر کے ایک کارکن اور ''رسالۃ الاصلاح'' کے مدیر (یعنی مولوی امین احسن صاحب اصلاحی) کا ایک مضمون یا خط میرے نام پیش تر بھی آیا تھا، اب کل پھر سے آیا ہے، اس کے اقتباسات درجِ ذیل ہیں:

''(۱)مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہوگیا، مولانا شبلی اور مولانا حمیدالدین کافر ہیں، اور چونکہ مدرسہ ان ہی دونوں کا مشن ہے، اس لیے ''مدرسۃ الاصلاح'' مدرسۂ کفر وزندقہ ہے، اوراس کے تمام متعلقین کافر وزندیق ہیں، یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے جلسوں میں شرکت کریں، وہ بھی ملحد اور بے دین ہیں۔

(۲)افسوس کہ اصل فتویٰ نہ مل سکا،مل جاتا،تو اصل یا نقل آپ کی خدمت میں بھیج دیتا۔

www.idaraghufran.org

(۳)عام مولویوں کی شکایت فضول ہے، ان سے توقع ہی کسے تھی، البتہ بڑی مایوسی مولانا تھانوی سے ہوئی۔

جن دوعبارتوں پر مولانا حمیدالدین کی تکفیر کی گئی ہے، ہر چند کہ میرے نزدیک وہ بالکل واضح ہیں، تاہم آپ کی ہدایت کی تعمیل میں، ان دونوں کی تشریح جون کے پرچہ''الاصلاح''میں چھپ گئی ہے''۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) (۱)اس کا جواب میری تحریرِ کلی میں معروض ہے۔

(۲)وہ میرے پاس بھی نہیں، مگر بعض اجزا جوفتویٰ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، غالباً غیظ اُس نسبت کا سبب ہے، امید ہے کہ وہ اجزا اس فتوے میں نہ ملیں گے، شاید روایت بالمعنیٰ کو کذب سے بچنے کے لیے کافی سمجھا گیا ہو، مگر ہر روایت بالمعنیٰ کو اس شان کا سمجھنا غلط ہے۔

(۳)اس کا عذر تحریرِ کلی میں مرقوم ہے۔

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) مولانا حمیدالدین مرحوم کی خدمت میں مجھے مدتوں نیاز حاصل رہا ہے، اپنے علم میں اتنی دِین داری اور خشیت میں نے بہت کم لوگوں میں پائی ہے، دین پر ادنیٰ اعتراض سن کر جوش سے بھر جاتے تھے، میں نے خود اپنے دورِ الحاد(یہ دور کالج کی طالب علمی کے زمانے 1908 عیسوی سے لے کر 10،11 سال تک قائم رہا۔عبدالماجد) میں بارہا ان کی ڈانٹ کھائی ہے، ایک دن خود مولوی شبلی صاحب نے (جوآخر میں خود بھی بہت درست ہوگئے تھے) قرآن مجید کے متعلق شوخی سے گفتگو کی تھی، مولانا حمیدالدین کو گویا بخار چڑھ آیا، اور جب تک مفصل تردید نہ کرلی، چین سے نہ بیٹھے، نماز کے عاشق تھے، تہجد گزار تھے، **وقس علیٰ ھٰذا** ، اور یہ مشاہدات تنہا میرے نہیں، مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی بھی ان شاء اللہ پوری شہادت دیں گے۔

www.idaraghufran.org

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) میں تو شہادت کا بھی محتاج نہیں، اور شہادت کے بعد تو کوئی حق بھی نہیں، ان واقعات میں شبہ کرنے کا، لیکن ان سب کے ساتھ یہ مقدمہ بھی جائزُ الذہول نہیں کہ یہ سب اعمال و احوال ہیں، عقائد ان سے جداگانہ چیز ہیں، صحتِ عقائد کے ساتھ فسادِ اعمال و احوال اور فسادِ عقائد کے ساتھ صحتِ اعمال و احوال جمع ہوسکتا ہے۔ [1]

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) ایک طرف یہ سب کچھ ہے، دوسری طرف یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ جناب والا آسانی سے کسی کلمہ گو کی تکفیر کرنے والے نہیں، خدا معلوم کیا صورت واقعات پیش آئی، جو یہ نوبت آ کر رہی۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) یہ تحریر طویل میں معروض ہے۔

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) لفظ ''غیر انسب'' (کا استعمال بعض الفاظِ قرآنی کے متعلق) اور اسمائے سور والی عبارت یہ دونوں مجھے بھی کھٹکے تھے، لیکن دل نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ یا تو یہ الفاظ مولانا (فراہی) کے ہیں ہی نہیں، کاتبوں نے خدا معلوم کیا سے کیا کردیا، اور یا اگر اُن ہی کے ہیں، تو یقیناً بے خیالی میں قلم سے نکل گئے، اور اُن کا وہ مطلب تو اُن (مولانا فراہی) کے ذہن میں ہو بھی نہیں سکتا، جو بہ ظاہر ان سے متبادر ہوتا ہے۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) مجھ سے یہ دونوں لفظ پڑھے نہیں گئے، نہ کچھ یاد آیا، نہ وہ عبارتیں سامنے ہیں کہ تلاش کرنے کی کوشش کرتا۔ [2]

---

[1] حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا ارشاد میں، یہ نہایت اہم اصول بیان فرمایا ہے، جس میں افراط یا تفریط یا کسی ایک پہلو پر نظر نہ ہونے سے معتدلانہ رائے اور حدود سے تجاوز ہوجاتا ہے۔

ہمارے یہاں یہ غلط فہمی آج کل بہت عام ہے کہ جس کسی کے اعمال اور تقویٰ و طہارت کا چند دن مشاہدہ کرلیا جاتا ہے، اس کے تمام عقائد و نظریات اور دوسرے اعمال کو شریعت کے اصول و قواعد کی کسوٹی پر جانچے بغیر، درست اور حجت قرار دیا جانے لگتا ہے، اور اس پر ہر طرح کی نکیر کو قابلِ رد سمجھا جانے لگتا ہے، لیکن حضرت تھانوی اور دیگر اکابر و مشائخ حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہمہ گیری بصیرت عطا فرمائی تھی، جن کی ہدایات اور مساعی جمیلہ کی بدولت افراط و تفریط سے حفاظت رہی۔ **فجزاهم الله تعالیٰ خیر الجزاء**۔ محمد رضوان

[2] لفظ ''انسب'' اور سورتوں کے ناموں کے متعلق بحث آگے امداد الفتاویٰ کے رسالہ ''ملاحۃُ البیان'' میں آتی ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) اور مولانا کی وہ تحریر تو چھپنے کے لیے تھی بھی نہیں، خود اپنے لیے بطور یادداشت لکھی تھی، معتقدین نے خواہ مخواہ بلاترمیم واصلاح بجنسہٖ شائع کردی۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**) مگر کسی محقق متقیظ عالم سے مشورہ کرلیا جاتا۔ [1]

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) مجھے اپنی جگہ پر تو یقین ہے کہ مرحوم اگر زندہ ہوتے، تو بلاتامل ایسی عبارتوں کو بدل دیتے۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**)ان جذبات پر فضل کیا بعید ہے۔ [2]

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) خدمتِ والا میں چونکہ بہت گستاخ ہوں، اس لیے بلاتکلف یہ سب عرض کرڈالا۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**) ایسی گستاخی وبے تکلفی کا تو بھوکا ہوں، مگر دوسرے لوگ نفرت وغصہ سے کہتے ہیں، اس لیے ''بشر'' بن جاتا ہوں، اور ''بشر'' بھی وہ جس میں ''باجارہ'' ہے، اور ''شر'' مجرور۔

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) خداہی بہتر جانتا ہے کہ کس قدر بے چین ہورہا ہوں۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**) مسلمان کا تو یہ تمغہ ہے: ؎

چواز محنتِ دیگراں بے غمی نشاید کہ نامت نہند آدمی

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) مدرسے کی حمایت میں مجھے کچھ کہنا نہیں ہے، جیسی آزادی آج کل سب کہیں ہے (مولانا فراہی کے) مدرسہ (الاصلاح) میں

---

[1] جب ایسا نہ کیا گیا اور اس کو شائع کردیا گیا، تو اس پر مؤاخذے کی ضرورت پیش آگئی۔ محمد رضوان۔

[2] مطلب یہ ہے کہ اصل حکم تو کسی کی تحریر پر لگایا جاتا ہے، نہ کہ جذبات پر، اگر کسی کا جذبہ، حق واضح ہونے کے بعد رجوع کرنے کا تھا، لیکن اس کے سامنے حق واضح نہ ہوسکا، جس کی وجہ سے وہ اس رجوع سے محروم رہا، تو وہ اپنے جذبے کے مطابق عنداللہ اجر وثواب کا مستحق ہے، لیکن اس کی سابقہ رائے میں اگر کوئی بات قابلِ اصلاح وقابلِ تنبیہ محسوس ہو، تو اصولاً اس پر تنبیہ اور اس کا اصولی حکم بیان کرنا اپنی جگہ ضروری ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

بھی ہوگی، مجھے تو جو کچھ عرض کرنا تھا، وہ صرف مولانا مرحوم کی ذات سے متعلق ہے۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) اس انصاف وغیر جانب داری پر، دعاء بلکہ دعائیں نکلتی ہیں۔ میں رسائل کا منتظر ہوں (یعنی وہ دو رسالے جو مولانا شبلی اور مولانا فراہی کی صفائی میں لکھے گئے ہیں) ۱؎

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) ابھی یہ مفروضہ بالکل خانگی حیثیت رکھتا ہے، صرف جناب والا کے ملاحظہ کے لیے۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) ان شاءاللہ تعالیٰ اسی پر عمل ہوگا، البتہ میری تحریرِ کلی میں بعض چیزیں طالبِ علموں کے لیے مفید ہیں، ان کو یادداشت میں رکھنے کے لیے ایسے عنوان سے نقل کرالوں گا کہ کسی کو نہ واقعہ معلوم ہو، نہ اصحابِ واقعہ کا، نہ آپ کے خطاب کا پتہ چلے، اسی لیے رسالہ ''الاصلاح'' کا نام کاٹ دیا ہے، اور اس کو ابھی شائع نہ کیا جائے گا، بلکہ بعد غور کے جب کہ اس میں نہ خود کوئی محظور و معذر معلوم ہو، نہ کسی دوست کی تنبیہ سے۔ ۲؎

چنانچہ نقل کی تمہید کی یہ عبارت ہے:

''احقر (اشرف علی) نے ایک ایسے فتویٰ پر دستخط کردیے، جو بعض صاحبوں کی بعض عبارات کے متعلق تھا، ایک مخلص دوست کی اطلاع پر بعض نقول میں تردد ہوگیا، اس کے متعلق ذیل کا جواب لکھا گیا''۔

اب اس کے آگے حضرت (مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ) کی وہ مفصل اور کلی تحریر ہے، جس کا حوالہ مکتوبِ بالا میں بار بار آیا ہے۔

ازاشرف علی عفی عنہ

بخدمت مکرمی دام لطفہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱؎ تاکہ ان کو ملاحظہ کرکے ان کی روشنی میں، وضاحت یا رجوع وغیرہ کیا جاسکے۔ محمد رضوان۔

۲؎ لیکن جب بعض رسائل میں تحریراً اس ساری بحث کو نام سمیت شائع کردیا گیا، تو پھر اب نام کے اظہار کے ساتھ وضاحت کرنے میں بھی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

پرسوں رسالہ اور کل الطاف نامہ پہنچا، رسالے کے بعد خط کا انتظار تھا، کیوں کہ رسالہ بھیجنے کی غایت معلوم نہ ہوئی تھی، خط سے سب کچھ معلوم ہو گیا۔

اس خیر خواہی ورہنمائی کا شکر گزار ہوں، آپ سے بوجہ آپ کے خلوص کے کچھ تکلف نہیں، اور میں تو کسی سے بھی تکلف و تلبیس نہیں کرتا، اس لیے بے تکلف عرض کرتا ہوں۔

سب سے پہلے بعض مقدمات عرض کرتا ہوں، پھر مقصود عرض کروں گا، اور سب مختصر ہو گا۔

نمبر 1: مفتی کا منصب قانون دان وکیل کا ہوتا ہے، قاضی کا نہیں ہوتا، یعنی قاضی کا حکم فیصلہ ہوتا ہے، اس لیے اس پر واجب ہے کہ واقعات کی تنقیح کرے، مفتی کے ذمہ یہ نہیں، اس کے قول کا حاصل محض قانون بتلانا ہوتا ہے، وہ بھی پوچھنے پر، تمام بار، سائل پر ہوتا ہے، بہ لفظِ دیگر اس کا قول قضیہ شرطیہ ہوتا ہے، یعنی اگر یہ واقعہ اس طرح ہے، تو اس کا قانونی حکم یہ ہے، حدیثِ صحیح میں تصریح ہے کہ ہندنے اپنے شوہر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی تنگی خرچ کی شکایت کر کے استفتاء کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بدوں تنقیحِ واقعہ کے ارشاد فرمایا: ''**خذی (بلا اذنہ کما ھو مصرح فی سوالھا) ما یکفیک وولدک بالمعروف**''۔ [1]

اگر مفتی باوجود کسی قسم کی ذمہ داری نہ ہونے کے کوئی احتیاط کرے، وہ تبرع ہے، جو لازم نہیں۔ [2]

---

[1] عن عائشة رضي الله عنها: قالت هند أم معاوية لرسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أبا سفيان رجل شحيح، فهل علي جناح أن آخذ من ماله سرا؟ قال: خذي أنت وبنوک ما يكفيک بالمعروف. (بخاری، رقم الحديث ٢٢١١)

[2] حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے نہایت مختصر طریقے پر مفتی اور اس کے فتوے کی حقیقت کو واضح فرمادیا ہے، جس سے صرفِ نظر کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ مفتی سے جو سوال کیا جاتا ہے، تو وہ اس صورتِ مسئولہ ہی کے مطابق جواب دینے کا پابند ہوتا ہے، اسی لیے عام طور پر فتوے کے شروع میں جواب دیتے وقت اس قسم کی عبارت تحریر کی جاتی ہے کہ ''صورتِ مسئولہ میں حکم یہ ہے'' جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم سے یا مجھ سے جو سوال کیا گیا ہے، اس کا جواب یہ ہے، اب مفتی صرف اس بات کا جواب دیتا ہے، جس کا اس سے سوال کیا گیا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نمبر2: کبھی وہ اس تبرع یعنی احتیاط کو اختیار کرتا ہے، جہاں دوسرا پہلو یعنی عدمِ تبرع کا قوی نہ ہو، اور کبھی وہ اس کو اختیار نہیں کرتا، جہاں خاص احتیاط کرنے میں کوئی قوی مفسدہ ہو، اور مفسدہ کا قوی وضعیف ہونا، اس کے اجتہاد پر ہے، اور نیک وبد ہونے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

نمبر3: انشا اور موافقت میں بھی فرق ہوتا ہے، یعنی ایک تو خود کسی قول کا دعویٰ کرنا دوسرے کسی دوسرے کے قول کے ساتھ موافقت کرنا، اول میں زیادہ تحقیق کرتا ہے، ثانی میں تھوڑی بھی گنجایش ہوتی ہے، اس میں مخالفت نہیں کرتا۔ [1]

ان مقدماتِ ثلاثہ کے بعد واقعہ عرض کرتا ہوں، مستفتی نے میرے سامنے واقعات پیش کر کے جواب چاہا، میرے قویٰ بھی مضمحل ہو گئے، مشاغل کا بھی ہجوم ہو گیا، میں نے جواب لکھنے سے عذر کر دیا، اور صاحبوں سے لکھوا لیا جائے، انھوں نے ایسا ہی کیا، پھر میرے سامنے جواب پیش کیا، واقعات مسئول عنہا کی تحقیق کو میں نے اپنے نزدیک ضروری نہیں سمجھا، دو وجہ سے، ایک تو مقدمۂ اولیٰ کی وجہ سے، دوسرے مستفتی کے علم وتدین کی وجہ سے۔

جواب چونکہ سوال کے مطابق تھا، میں نے موافقت پر دستخط کر دیے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قطع نظر اس سے کہ حقیقت میں واقعے کی اصل صورت کیا ہے، اگر سوال میں غلط بیانی کی گئی ہے، تو اس کا وبال، سوال کرنے والے پر عاید ہوتا ہے، مفتی کے ذمہ اصل واقعہ کی تحقیق واجب نہیں، بلکہ ممکن بھی نہیں کہ مثلاً جس جس کے ایمان وکفر، جس کے نکاح وطلاق، جس کے ذبیحہ وغیرہ کے متعلق بھی سوال کیا جایا کرے، پہلے وہ اس متعلقہ شخص یا اشخاص کے پاس جا کر حقیقت اور واقعہ مسئول عنہا کی تحقیق کیا کرے، اور پھر اصل واقعہ کے مطابق جواب دیا کرے۔

ظاہر ہے کہ نہ تو ایسا ممکن ہے، اور نہ ہی لوگوں کے لیے قابلِ قبول، جس کا نتیجہ سوال کے جواب سے محرومی اور فتوے کے ناجائز ہونے کی صورت میں ہی نکلے گا۔

البتہ اگر کوئی مفتی صورتِ مسئولہ کی ممکنہ تحقیق کرے، تو وہ احتیاط پر مبنی اور تبرع ہے، لازم وضروری نہیں کہ ایسا نہ کرنے پر اس کو الزام دیا جائے۔

لہٰذا مذکورہ واقعے میں جن اہلِ علم حضرات نے تکفیر کا فتویٰ دیا، وہ کسی کے نام کے بغیر صورتِ مسئولہ کا جواب تھا، قطع نظر اس سے کہ سوال حقیقت کے مطابق تھا یا نہیں۔ محمد رضوان۔

[1] یعنی جو فتویٰ خود دیا جاتا ہے، اس میں تحقیق کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، بہ نسبت دوسرے کے لکھے ہوئے فتوے کی تصدیق کرنے کے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

یہ ضرور ہے کہ اگر میں خود جواب لکھتا، اس میں عنوانات ومعنونات دونوں میں زیادہ رعایت کرتا، مگر چونکہ موافقت میں توسع ہوتا ہے، مقدمہ ثالثہ کی وجہ سے، اس لیے میں نے اس میں تنگی نہیں کی۔

نمبر4: چونکہ مجھ سے یہ ظاہر کیا گیا، جس کی تکذیب کی کوئی دلیل بھی میرے پاس نہ تھی کہ بہت سے لوگ نئے خیال کے اس مدرسے سے بگڑ رہے ہیں، اور بہت لوگ پرانے خیال کے بگڑنے کو ہیں، اور اکثر لوگ متردد ہیں، اور حقیقت کو معلوم کرنا چاہتے ہیں، اس لیے اس فتویٰ کی سخت حاجت ہے، ان حالات کوسن کر تبرع واحتیاط کے پہلو پر انتظام کا پہلو غالب آیا، اور احتیاطِ معتاد کو لازم نہیں سمجھا، بنا بر مقدمہ ثانیہ۔ [1]

اتنا پھر بھی کیا کہ مستفتی کو سوال میں کسی کا نام لکھنے سے نہایت تاکید کے ساتھ روک دیا، تاکہ فتویٰ کا محل کسی کی ذات نہ ہو، محض وہ عقائد ہوں، پھر مجھ کو معلوم نہیں، انھوں نے کس مصلحت یا ضرورت یا کسی کے مشورے سے طباعت کے وقت بین القوسین غالباً نام بھی لکھ دیے، غالباً انھوں نے اس ہیئت کو عرف کے سبب سوال سے خارج ہونے کے لیے کافی سمجھا، جس میں، میں موافق نہیں۔ [2]

سوال میں خاص رسالے سے جو مضمون نقل کیا گیا، ظاہر ہے کہ اس کو جس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا، وہ وہی جواب دے گا، جو اس سوال پر لکھا گیا، اب دوسرا رسالہ آنے سے ضرور تردّد ہو گیا کہ آیا منقول عنہ سابق میں اسی طرح ہے، جو سوال میں نقل کیا گیا ہے، یا اس طرح ہے، جو دوسرے رسالے میں لکھا گیا ہے، اس لیے میں آج خط لکھ کر مستفتی صاحب سے منقول عنہ منگاتا ہوں، پھر تطابق وعدمِ تطابق کو دیکھوں گا، اور اس کے بعد اس کے متعلق کچھ عرض کر سکوں گا، اگر انھوں نے کسی عذر سے یا کسی خاص

[1] آگے آتا ہے کہ کہیں عوام اور جمہور کو عقائد وافکار کے بگاڑ سے بچانے کے لیے انتظاماً کچھ سختی کرنا پڑتی ہے، اور اس میں مفتی کے اجتہاد کو بھی دخل ہوتا ہے۔ محمد رضوان

[2] اس سے معلوم ہوا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مستفتی کو سوال میں کسی کا نام ظاہر کرنے سے تاکید کے ساتھ منع فرما دیا تھا، تاکہ کسی کی ذات کو ہدف بنا کر فتنہ برپا نہ کیا جائے، لیکن بعد میں اس فتوے کو شائع کرتے وقت ناموں کا اضافہ کر دیا گیا، جو فتنے کا باعث بنا۔ محمد رضوان

www.idaraghufran.org

مقتضیٰ سے رسالہ نہ بھیجا، تو آپ سے درخواست کروں گا کہ کسی سے مستعار بھجوا دیجیے۔

میں نے سب واقعہ بدون افراط وتفریط کے لکھ دیا، اب حالتِ موجودہ میں آپ سے بھی مستفیدانہ مشورہ طلب کرتا ہوں کہ مجھ کو مختلف حالات میں کیا کرنا مناسب ہے کہ کسی خاص کو بھی ضرر نہ ہو، اور عوام کو بھی ضرر نہ ہو، میں بشرط سمجھ میں آ جانے کے دل وجان سے اسی پر عمل کروں گا۔ والسلام۔ [1]

(حضرت تھانوی کے اس مکتوب کو نقل کرنے کے بعد مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں)

یہ تو عرض کلی تھی، اب بعض جزئیات خود الطاف نامہ کے حواشی پر عرض کرتا ہوں، اور یہ حواشی وہی ہیں، جو پچھلے نمبر میں سلسلہ وار نقل ہو چکے۔

دنیا بھی ایک عجیب وغریب جگہ ہے، عجیب سے عجیب واقعات جن کا سمجھ میں آنا مشکل ہوتا ہے، مولانا حمید الدین خود ایک بڑے متقشف عالم تھے، کوئی خیال بھی کر سکتا تھا کہ نوبت ان کی تکفیر کی آئے گی، لیکن آئی، اور بالکل بلاوجہ بھی نہیں، خلافِ احتیاط اور قابلِ گرفت الفاظ بے شک ان کی ایک یادداشت میں نکلے، جسے ان کے شاگرد نے بجنسہٖ اسی صورت میں چھاپ دیا تھا۔

رہے مولانا شبلی، تو ان کی ''الکلام'' میں قابلِ گرفت عبارتیں برسوں پیش تر سے لکھی چلی آ رہی تھیں، میرے یہ دونوں بزرگ بڑے محسن اور عملاً استاد تھے، ان کی جائز حمایت ونصرت میں (جو اس وقت عین حق وانصاف کی حمایت تھی) جو کچھ بھی عاجزانہ کوششیں بن پڑیں، کی گئیں، اور شکر ہے کہ حضرت (تھانوی) کے ہاں حضرت ہی کی انصاف پسندی اور اعتدال دوستی کی بنا پر بڑی حد تک کامیاب ومقبول ہی ہوئیں۔

مولوی شاہ عبدالغنی پھول پوری اور مولانا سید سلیمان ندوی آج (مندرجہ بالا واقعہ پیش آنے کے کافی عرصے بعد)1948 عیسوی میں ماشاءاللہ دونوں ایک دوسرے کے

---

[1] یہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی غایت تواضع کا معاملہ تھا کہ دوسرے سے مستفیدانہ مشورہ طلب کیا، لیکن یہ بات واضح ہے کہ دوسرے کے مشورے پر عمل کرنا ضروری نہیں، البتہ اس کو ٹھنڈے دل سے سننا اور غور کرنا اور پھر جو حق معلوم ہو، اس کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت تھانوی نے ایسا ہی کیا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

دوست ومحبّ اور حضرت ہی کے دونوں خلیفہ مجازین ہیں، 1936 عیسوی میں (جب مندرجہ بالا مکاتبت کا سلسلہ اور مذکورہ واقعہ پیش آیا تھا، اس وقت) صورتِ حال اس کے برعکس تھی، مولوی شاہ عبدالغنی صاحب مع ساری جماعتِ اشرفیہ کے اس طبقے کے شدید مخالف تھے، جس کی سیادت مولانا سید سلیمان ندوی اور مولوی مسعود علی ندوی کے ہاتھ میں تھی، سید صاحب کی متعدد تحریریں، اس زمانے میں شائع ہوئیں، اور مولوی صاحب کے خانگی خطوط میرے نام دادو تحسین کے آتے رہے، ان سب کی تفصیل الگ کی جائے، تو یہ بحث خود ایک رسالے کی ضخامت اختیار کرلے، اور پھر حضرت حکیم الامت کی ذات سے براہِ راست اس کا تعلق بھی نہیں۔

حضرت سے تفصیلی مراسلت اس (مولانا شبلی اور مولانا فراہی کے فتوے کے) موضوع پر کچھ روز تک جاری رہی، اور مولانا حمیدالدین مرحوم کی صفائی ایک بڑی حد تک ہوگئی۔ 4 جولائی کا عریضہ اسی بحث سے پیدا ہونے والے حالات سے لبریز ہے۔(جو درجِ ذیل ہے)

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) گرامی نامہ نیز مفصل کلی تحریر نے سرفراز کیا، بحمداللہ ایک بڑا بارِ قلب سے ہٹ گیا، میں نے دونوں تحریریں جناب کا انتظار کیے بغیر مولانا مناظر احسن صاحب (کہ انھیں بھی میری طرح مولانا حمیدالدین مرحوم کی صفائی کی فکر تھی) کی خدمت میں بھیج دی ہیں۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) در کارِ خیر، حاجتِ اذن واشارہ نیست۔

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) اب جو کچھ عرض کرنا ہے، ان شاءاللہ موصوف ہی کریں گے۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) ٹھنڈے دل سے دیکھوں گا۔ [1]

[1] حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے یہ بات، اپنے متوسل ومرید کو تحریر فرمائی، جس میں تواضع اور تلاشِ حق کا اعلیٰ نمونہ پایا جاتا ہے، اس کا خود حضرت تھانوی نے اپنے مکتوب میں بھی ذکر کیا تھا، اور وہ پہلے گزر چکا۔
اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اتباع کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ محمد رضوان

www.idaraghufran.org

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) اس کے بعد بھی کچھ ضرورت باقی رہی، تو یہ نامہ سیاہ بھی عرض کردے گا۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) بہتر۔

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) آج دو اموراور عرض کرنا چاہتا ہوں، جن کا اس موضوع سے براہِ راست تو کوئی تعلق نہیں، البتہ وہ خیالات پیدا اسی سلسلے میں ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ بے احتیاط مصنفین بارہا اپنے قلم کی رَو میں بالکل بے خیالی سے ایسے الفاظ لکھ جاتے ہیں، جو بجائے خود نہایت گستاخانہ بلکہ ملحدانہ ہوتے ہیں، لیکن ان بے چاروں کی کبھی بھی یہ نیت نہیں ہوتی، بلکہ اکثر تو اس کے برعکس عین خدمتِ اسلام ونصرتِ دین ہی کی ہوتی ہے، ایسے اشخاص کے ساتھ میری فہمِ ناقص میں معاملہ ہمیشہ نرمی وآشتی کا رکھنا چاہیے، یعنی صرف یہ تنبیہ کافی ہوجانا چاہیے کہ ایسے الفاظ سے خوف کفر کا ہے، نہ یہ کہ انھیں واقعتاً کافر بنا کر دشمنانِ دین ومعاندینِ اسلام کی صف میں کھڑا کردیا جائے۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) بعض اوقات یہی طرز نافع ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات مضر بھی ہوتا ہے، اگر ان کو نہیں، تو دوسروں کو۔ [1]

غرض یہ ایک امرِ اجتہادی ہے، پھر جب ان کی نیت کی بنا پر ان کے ساتھ نرمی مناسب ہوسکتی ہے، اسی طرح زجر کرنے والوں کی نیت بھی خدمتِ دین وحفاظت کی ہوسکتی ہے، ان کو بھی معذور سمجھنا چاہیے، حق تعالیٰ کے نزدیک دونوں مستحقِ رحمت ہوسکتے ہیں، کسی کی شخصی مصلحت پر نظر ہوتی ہے، کسی کی جمہوری مصلحت پر۔ [2]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جس طرح بعض اوقات نرمی کا طرز نافع ہوتا ہے، جس کی طرف مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب نے رجحان ظاہر کیا، تو بعض اوقات یہ طرز نقصان دہ بھی ہوتا ہے، اگر خود مبتلیٰ بہ کو نہ ہو، لیکن دوسروں کو نقصان دہ ہوتا ہے، مثلاً دوسروں کو دین پر جرأت ہوتی ہے، یا وہ اس قسم کے غیر محتاط مضامین کی وجہ سے بے راہ روی میں مبتلا ہوجاتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی اس پہلو کو اختیار کرکے نرمی کے بجائے سختی اختیار کرے، وہ بھی قابلِ ملامت نہیں، بلکہ اپنی نیت وعمل کے مطابق وہ بھی ماجور ہے۔ محمد رضوان

[2] اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک ہی قسم کے واقعے میں انداز میں فرق ہوسکتا ہے، ایک کا انداز کسی کی شخصی رعایت ملحوظ رکھ کر نرمی کا ہوسکتا ہے، جس پر اس کو اجروثواب حاصل ہوگا۔

اور دوسرے کا انداز جمہوری یعنی عامۃ المسلمین کی مصلحت کی خاطر زجروتنبیہ کا ہوسکتا ہے، جس پر اس کو اجروثواب حاصل ہوگا، اس لیے ان میں سے کسی ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط قرار دینا درست نہ ہوگا۔ محمد رضوان

www.idaraghufran.org

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) دوسری چیز میرے ذاتی تجربے کی ہے، انگریزیت کے اثر سے مدتوں ملحد رہ چکا ہوں، سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ ایک عناد کی کیفیت تھی، مولانا شبلی کی ''سیرۃُ النبی'' جلد اول اس وقت شائع ہوئی، عبارت، اسلوبِ بیان وغیرہ بالکل ہم انگریزی خوانوں کے مذاق کے مطابق تھا، اسی دور میں اس کا مطالعہ میرے حق میں اکسیر ہوگیا۔

(**مولانا اشرف علی تھانوی**) بالکل تصدیق کرتا ہوں، مگر بہت سے آزاد لوگوں کو ضرر بھی پہنچ رہا ہے کہ تمام اکابرِ امت اور ان کے روایات کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں، اور ان تصانیف کو تائیدِ تمسخر بناتے ہیں۔ [1]

[1] معلوم ہوا کہ مولانا شبلی نعمانی صاحب کی سیرت النبی کی جب پہلی جلد ابتدائی طور پر شائع ہوئی، اس سے فائدہ ہونے کا انکار نہیں تھا، لیکن اس میں بعض چیزیں ایسی بھی تھیں، جو متنازع تھیں، اور ان سے بعض آزاد طبع لوگوں کو نقصان پہنچا تھا، اور کسی فائدہ کی وجہ سے نقصان کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق قائم ہونے کے بعد مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے اگلے ایڈیشن میں ''سیرت النبی'' کے بعض مضامین میں اصلاح کی تھی۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی لکھتے ہیں:

''سید (سلیمان ندوی) صاحب فطری طور پر خودرائی سے بہت دور تھے، سید صاحب میں قلب وباطن کے تزکیہ وترقی کا بڑا قیمتی فطری جوہر تھا، ان کی یہی خوبی تھی کہ بڑوں کیا چھوٹوں کی بات کو بھی قبول کرنے کی آمادگی میں، جتنا ان کے ظرف کو عالی پایا، اتنا کم کسی کے ظرف کو پایا۔

(حضرت سید صاحب) حضرت (اقدس تھانوی) کے اشارے ہی سے اپنی تصنیفات کے ہزاروں صفحات کی نظر ثانی پر تل گئے۔

۱۱/رمضان مبارک ۱۳۶۳ہجری کے والا نامہ میں (حضرت سید صاحب) فرماتے ہیں:

''ادھر جب سے حضرت والا کا ایما ہوا تھا، جس سے متعلق اشعار معارف میں چھاپ دیئے ہیں، یہ خیال غالب رہا ہے کہ اپنی تصنیفات پر نظر ثانی کر کے رکھ جاؤں، پھر جب چھپیں، چنانچہ سیرت جلد اول پر نظر ثانی آدھی سے زیادہ ہوگئی ہے اور وہ چھپ بھی رہی ہے''۔

''اسی سلسلے میں سیرت کی تیسری جلد معجزات والی بھی آتی ہے، اس میں جو حصہ آپ کا ہے اس کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں، زبانی بھی کہہ چکا ہوں آپ مہربانی فرما کر نظر ثانی فرما کر بھیج دیں، لیت ولعل، یا حوالہ غفلت نہ کریں اس میں آپ کا فائدہ ہے اور امت کا بھی''۔

سیرت کی پانچویں جلد نکلنے پر خصوصیت کے ساتھ تحریر فرمایا کہ:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) فرنگی شیاطین نے جتنے الزامات عائد کیے تھے، سب کی تردید ہوگئی، اور دل نے کہا کہ یہ صاحب بے شک ملکِ عرب بلکہ نوعِ انسان کے بڑے مصلح تھے، نہ معاذ اللہ ڈاکو، اور ظالم تھے، اور نہ عیش پرست وطالبِ جاہ، بلکہ بڑے اچھے انسان تھے، قابلِ تعظیم، آج اپنے ان خیالات پر بھی ہنسی آتی ہے، لیکن اس وقت کے لحاظ سے یہی بڑی نعمت تھی، آپ حضرات کی تصانیف کی طرف تو اس وقت میں رخ بھی نہیں کرسکتا تھا، نام ہی سے نفرت وبے زاری اور بدعقیدگی تھی، اس منزل میں دست گیری، شبلی ہی جیسے مصنفین کے ذریعے سے ہوئی۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**) مسلّم ہے، مگراس کی دوسری جانب بھی مسلّم ہونا چاہیے۔ [1]

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) مقصدِ گزارش یہ کہ اس قسم کے حضرات کا بھی وجود، کفروالحاد کے مقابلہ میں ایک بڑی سپر کا کام دیتا ہے۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**) مگر دوسرے زخمی بھی ہورہے ہیں، ان پر شمشیر کا کام دیتا ہے، اب اس کا فیصلہ محض نیت واجتہاد پر ہے، تسامح کرنے والا بھی معذور اور تشدد کرنے والا بھی۔ [2]

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) اور یہ سب اپنی اپنی فہم وبصیرت کے مطابق اسلام کے خادم ہی ہیں، دشمن یا مخالف نہیں، دوست کیسا ہی نادان سہی، بہرحال ہوتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

”آپ نے سیرت کی پانچویں جلد پڑھی بھی؟ آپ لوگوں سے اس لیے نہیں پوچھتا کہ تحسین مقصود ہے، بلکہ اس لیے کہ میں محسوس کروں کہ غلط نہیں چل رہا ہوں، سہارا چاہتا ہوں، تعریف نہیں“۔

(مکاتیبِ سلیمان، صفحہ۸۰، ۸۱، مرتب: مفتی محمد زید ندوی، بحوالہ، ماہنامہ ”معارف“ سلیمان نمبر مئی ۱۹۵۵ء ص ۹۸ و ۱۰۲، مضمون: مولانا عبدالباری صاحب ندوی)۔محمد رضوان۔

[1] یعنی جس طرح بندے کو دوسرے کا پہلو مسلم ہے، اسی طرح دوسرے کو بندے کا پہلو بھی مسلم ہونا چاہیے، کیوں کہ وہ بھی شرعی قواعد پر مبنی ہے۔محمد رضوان

[2] اس مختصر سے جملے میں مختلف ذوق والوں کے لیے کئی اشکالات وشبہات رفع ہونے کا سامان ہے۔محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

دوست ہی ہے۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**) یہ قاعدہ تو قادیانی کے حق میں بھی جاری ہوتا ہے، آخر اس کی کوئی حد ہونا چاہیے۔ [1]

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) آپ حضرات جس معیار سے گرفتیں کرتے ہیں، وہ بجائے خود بالکل صحیح ،لیکن ہم انگریزی خوانوں کی اس منزل میں، نظر، اِن مفاسد پر تو پڑتی نہیں، ہمیں تو اسلام سے قریب لانے میں یہ تحریریں بہرحال معین ہی ہوجاتی ہیں۔

(**مولانااشرف علی تھانوی**) تو اس بنا پر اعتزال وارجا، جبر وقدر، اخراج ورفض، سب محلِ سکوت رہیں گے۔ [2]

(**مولانا عبدالماجد دریابادی**) مجھ سے کئی سال ہوئے ایک اردوخوان شخص نے جو محض ناول، افسانے وغیرہ پڑھنے کا عادی تھا، قرآن مجید کا اردو ترجمہ دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا، میں نے صلاح دی کہ شروع ڈپٹی نذیر احمد صاحب[3] کے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کی حدود متعین ہیں، سب کے لیے یکساں حکم نہیں، ورنہ قادیانی کے کفریہ نظریات کو بھی درگزر کرنے کی ضرورت ہوگی۔محمد رضوان۔

[2] مطلب یہ ہے کہ جتنے مشہور باطل فرقے اور مشہور باطل نظریات ہیں، مندرجہ بالا قاعدے کے پیشِ نظران پر بھی خاموشی اختیار کرنا پڑے گی، اور اس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بڑا باب ہی مسدود ہوکررہ جائے گا۔محمد رضوان۔

[3] ڈپٹی نذیر احمد صاحب، اردو زبان میں پہلے ناول نگار ہونے کی حیثیت سے متعارف ہیں۔
ڈپٹی نذیر احمد کی پیدائش 6دسمبر 1836ء کو ضلع بجنور میں ہوئی، ان کے والد مولوی سعادت علی معلم تھے۔
ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، دہلی کے اورنگ آبادی مدرسہ میں مولوی عبدالخالق سے درس لیا۔
مدرسہ کی تعلیم کے بعد ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے دہلی کالج میں داخلہ لیا، یہاں انھیں وظیفہ بھی مل گیا، دہلی میں 8 سال گزارنے کے بعد بسلسلہ ملازمت گجرات پہنچے، جہاں 80روپے ماہوار پر انھیں نوکری مل گئی، اس کے بعد ترقی کرتے ہوئے وہ کانپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس ہوگئے۔
1857ء کے انقلاب میں دہلی واپس آئے، یہاں سے نظامِ دکن نے انھیں حیدرآباد بلالیا، جہاں انھیں دفاتر کا معائنہ اور کارکردگی کی مفصل روداد پیش کرنے کی ملازمت مہیا کی گئی۔
ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے بہت سے ناول تحریر کیے، اور ان ناولوں میں زیادہ زور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اور امور خانہ داری پر تھا، ڈپٹی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمے سے کرو،لیکن دو ایک سال بعد، جب اسے دو ایک بار پڑھ چکو، تو بس اس کے بعد اسے بالکل چھوڑ دو، پھر مولانا تھانوی کا ترجمہ رکھو، صحیح و مستند وہی ہے،لیکن وہاں تک تمہیں لانے کے لیے یہ زینے کا کام دے گا۔

(مولانا اشرف علی تھانوی) اوپر عرض کر چکا ہوں کہ یہ تدبیر کہیں نافع بھی ہے، کہیں مضر بھی،تو یہ مشورہ مجھ جیسے قاصرُ النظر،ضعیفُ القلب کو تو دیا جاسکتا ہے،اور اکثر موانع پر نرمی میرا طریق بھی ہے،مگر عام مشورہ دینا مصالحِ انتظامیہ کو برباد کرنا ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے،جیسا کہ ہر جج کو رائے دی جائے کہ مجرم کو بری کر دیا جائے،اس سے اس کے اندر اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے،وہ یہی کہے گا کہ شریف طبیعت کا تو یہی خاصہ ہے،مگر''لئیم''تو زیادہ جسور ہو جائے گا،اس لیے ہر جج ایسا نہیں کر سکتا۔

(آگے مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نذیر احمد صاحب نے ناولوں کے علاوہ جو علمی کام کیے،ان میں قرآن کا ترجمہ،قانونِ انکم ٹیکس،قانونِ شہادت نمایاں ہیں۔انگریزوں کے ہندوستان کی عدلیہ کے لیے مرتبہ قوانین مجموعہ تعزیراتِ ہند کا اردو ترجمہ بھی غالباً اول اول انہوں نے کیا ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے 3مئی1912ء میں دہلی میں وفات پائی،ان کے ترجمۂ قرآن میں کئی چیزیں قابلِ اصلاح تھیں،جن کی مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے نشان دہی کی تھی۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنے وعظ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

> ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمے میں بہت سی غلطیاں تھیں،جن پر میں نے ایک رسالے میں تنبیہ کی تھی،ڈپٹی صاحب نے میری تنقید کو پسند کیا،اور یہ ارادہ کیا تھا کہ اس کے بعد طبع ثانی میں ان اغلاط کو صحیح کر دوں گا،مگر ان کو موقع نہ ملا۔(خطباتِ حکیم الامت،ج۲۰،ص۳۹۹)

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں کہ:

> مولوی نذیر احمد صاب کے ترجمہ قرآنی میں بہت سی غلطیاں ہیں،علمائے احناف کے خلاف ایسی بہت سی باتیں اس میں ہیں،جو لڑکوں کو مضر ہوں گی،لہٰذا اگر وہ ترجمہ مدرسے میں داخل کر لیا گیا ہے،تو مناسب ہے کہ اس کے ساتھ اصلاحِ ترجمہ دہلویہ،جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے،بچوں کو ضرور پڑھائی جائے،تاکہ جو کچھ غلطیاں اس ترجمے میں ہیں،اس کتاب سے ان کی اصلاح ہو جائے،مولانا نے مولوی نذیر احمد کی غلطیوں کی اس کتاب میں اصلاح کی ہے،اور بتایا ہے کہ انھوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔
> (کفایت المفتی،ج۲،ص۱۴۱،کتاب التفسیر والتجوید،پانچواں باب،مطبوعہ:دارالاشاعت کراچی،تاریخِ طباعت:جولائی2001)

www.idaraghufran.org

حضرت کی بہت زیادہ تحریروں سے تو اطمینان ہو جایا ہی کرتا ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس ارشاد سے پوری تشفی اب تک بھی نہیں ہوئی ہے، اور نہ جج کو ہر مجرم کے علی الاطلاق بَری کر دینے کی تمثیل سمجھ میں آئی، جج کو مشورہ تو صرف یہ دیا گیا تھا کہ مجرم کو سزا محض صورتِ جرم پر نہ دے دی جایا کرے، بلکہ حقیقتِ جرم کی بھی خوب تحقیق کر لی جائے کہ بہت سے جرم صرف صورتاً ہوتے ہیں، اور ان کے مرتکب کی تو بعید نیت بھی قانون شکنی ونافرمانی کی نہیں ہوتی۔ [1]

(پھر مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں: حضرت تھانوی کے ''اس والا نامہ کا آخری ٹکڑا'' درجِ ذیل ہے:)

''اطلاع کارروائی متعلق فتویٰ: ارادہ تھا کہ اس کارروائی کی تکمیل کر کے اطلاع عرض کروں گا، مگر ایسے موانع پیش آئے کہ اب تک قاصر رہا، ان موانع کی اجمالی فہرست یہ ہے کہ مجھ کو ایک روز بخار آ گیا، جو اُتر تو گیا، مغرب ہی کے وقت، مگر اس میں ایسی سمّیت تھی کہ مدتوں تک کے لیے ناکارہ کر دیا، اب بفضلہٖ تعالیٰ قریب قریب اصلی

[1] اس سلسلے میں بندہ محمد رضوان عرض کرتا ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے عرضِ کلی کے پہلے نمبر میں مفتی کا منصب ''قانون دان وکیل'' کا قرار دیا تھا، اور قاضی بمعنیٰ جج کو اس سے الگ قرار دیا تھا، اور قاضی کے ذمہ واقعات کی تنقیح ضروری قرار دی تھی، اور مفتی کے ذمے سوال کرنے پر صرف قانون کا بتلانا قرار دیا تھا، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

یہاں مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب نے، خود مبتلیٰ بہ کو ڈپٹی نذیر حسین صاحب کا ترجمہ پڑھنے کا مشورہ دینے کا ذکر کیا تھا، جس میں مبتلیٰ بہ نے ایک حیثیت سے مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب کو اپنے حق میں جج وقاضی کا درجہ دے کر رائے معلوم کی تھی، جس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے، اس تدبیر کو کہیں مضر قرار دیا اور ایسے مواقع پر عام مشورہ دینے پر جج کی مثال پیش فرمائی۔

تو یہ قضیہ اس پہلے قضیے سے الگ ہوا، جس کی بنیاد پر مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب نے اشکال پیش کیا ہے، ورنہ مفتی کے فتوے والی حیثیت سے، جو مسئلہ پیچھے مولانا فراہی وغیرہ کے متعلق فتوے کی بابت گزرا، اس میں اشکال پیش نہیں آتا، اس کے متعلق شبہات کے جوابات خود حضرت نے اپنی سابقہ تحریر میں ذکر فرما دیے ہیں، جہاں مفتی اور جج وقاضی میں فرق واضح بیان فرما دیا ہے، پھر یہاں حضرت تھانوی، مفتی کو قاضی وجج کے درجے میں کیسے مثال کے لیے ذکر فرماتے؟ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

حالت ہونے لگی، پھر مہمانوں کا ہجومِ متواتر، پھر اس کی بھی تدبیر سوچتا رہا کہ مستفتی کی رائے کو بھی بقدرِ جائز نرم کیا جائے، خط کے جواب کا انتظار ہے، ان موانع سے جواب میں دیر ہوگئی، اور ابھی غالبًا پانچ چار روز کی اور دیر لگے گی، پھر آج خیال ہوا کہ خلافِ معمول توقف ہونے سے آپ کو انتظار کی تکلیف ہوگی، موجودہ حالت ہی کی اطلاع کر کے رفعِ انتظار کردوں، پھر بعد فراغ اس وقت کی حالت کی اطلاع کردوں گا، اس لیے آج یہ خط بھیج رہا ہوں، عنقریب مکمل اطلاع کروں گا، اسی کے ساتھ ساتھ جون کا رسالہ (یعنی رسالہ ''الاصلاح'') واپس کردوں گا۔ (''حکیم الامت'' نقوش وتاثرات، صفحہ ۴۵۷ تا ۴۶۷، مقالہ نمبر ۸۷ تا ۸۹۔ سنہ 1936 عیسوی، ناشر: الفیصل، غزنی سٹریٹ، لاہور، تاریخِ اشاعت: اگست 1992 عیسوی)

یہ حضرت تھانوی صاحب کے مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب کے نام تفصیلی مکتوب کا آخری حصہ تھا۔

(جاری ہے............)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

عید کے دن قبرستان جانا

آج کل بعض لوگ عید کے دن قبرستان جانے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں، اور اس سلسلہ میں غیر معمولی تکلف اور غلو کرتے ہیں، اور مختلف بدعات و منکرات کا ارتکاب کرتے ہیں، مثلاً قبروں پر چادریں چڑھاتے ہیں، مختلف قسم کے غلہ جات قبروں پر ڈالتے ہیں، وہاں جا کر اگر بتیاں اور مصنوعی پھول پتیاں ڈالتے ہیں، جس کی وجہ سے اہلِ علم حضرات نے ان چیزوں پر نکیر کی ہے، اور ان سے بچنے کی تلقین کی ہے، اور عید کے دن، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے قبرستان جانے کا ثبوت نہ ہونے کی بناء پر اس کا انکار کیا ہے۔

ہم نے بھی اپنے بعض مضامین میں اسی کے مطابق حکم تحریر کیا ہے، اور عیدین کے دنوں میں مذکورہ چیزوں کے ساتھ ساتھ قبرستان جانے کو بھی عدمِ ثبوت کی وجہ سے بدعت قرار دیا ہے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ فی نفسہٖ عید کے دن قبرستان جانے کو بعض حنفی و غیر حنفی فقہائے کرام نے جمعہ کے دن پر قیاس کرتے ہوئے مستحب قرار دیا ہے کہ خوشی کا دن ہوتا ہے، کہیں لوگ خوشی کی غفلت میں مبتلا ہو کر موت کو نہ بھول جائیں، خوشی میں اعتدال رکھیں، اس لیے اب عید کے دن قبرستان جانے کو فی نفسہٖ بدعت قرار دینے کی طرف تو رجحان نہ رہا، الّا یہ کہ کوئی عید کے دن کی خاص سنت یا اس کو لازم و ضروری سمجھے، اور جو کوئی عید کے دن قبرستان نہ جائے، تو اس پر نکیر و ملامت کرے، جیسا کہ عرض کیا گیا کہ آج کل اس سلسلہ میں بہت سے لوگ غلو کرتے ہیں، اور اس کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی اس دن قبرستان نہ جائے، تو اس پر نکیر کرتے ہیں، اس لیے اس اہتمام اور غلو کی وجہ سے تو منع کیا ہی جانا چاہئے، ورنہ اگر کوئی بدعات و منکرات اور غلو سے بچتے ہوئے عید کے دن قبرستان جائے، تو بعض فقہائے کرام کے نزدیک اس میں حرج نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

www.idaraghufran.org

بہرحال تحقیقی بات یہی ثابت ہوئی کہ اگر عید کے دن کوئی شخص قبرستان جائے، اور کسی قسم کی بدعت اورغلو ومنکرات کا ارتکاب نہ کرے، اوراس کوفرض، واجب اور بذاتِ خودسنت بھی نہ سمجھے، تو اس کو ممنوع قرارنہیں دیا جائے گا، اوراس پرنکیرنہیں کی جائے گی۔

چنانچہ ’’الفتاویٰ الھندیة ‘‘میں’’الغرائب ‘‘کےحوالے سےعیدین کےدنوں میں، زیارتِ قبور کامستحب ہونا نقل کیا گیاہے۔ [۱]

اور’’الموسوعة الفقھیة الکویتیة‘‘میں بھی عید کےدن زیارتِ قبورکومستحب قراردیا گیاہے۔ [۲]

اورعلامہ ابنِ حاج مالکی نے’’المدخل ‘‘میں فرمایا کہ:

’’عید کے دن اپنے اعزہ واقرباء کی قبروں کی زیارت کرنا، نیکی کے باب اوران سے محبت میں اضافے کے باب سے تعلق رکھتا ہے۔

لیکن آج کل زیارتِ قبورمیں جو بدعات اورمحرمات کا ارتکاب عام دنوں میں ہوتا ہے، ان کی اس دن میں کیونکر اجازت ہوسکتی ہے، مثلاً عورتوں کا بن سنور کر اور زیب و زینت اختیارکرکےاورزیور پہن کرقبرستان میں جانا اوروہاں جا کر چادریں، اور مصنوعی پھول پتیاں چڑھانا، اگربتیاں لگانا، غلہ جات قبر پر بکھیرنا وغیرہ وغیرہ، ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس قسم کے منکرات کا ارتکاب کرے، تو پھر عید کے دن زیارتِ قبور سے منع کیا جائے گا‘‘۔انتھیٰ۔ [۳]

---

[۱] وأفضل أيام الزيارة أربعة يوم الاثنين والخميس والجمعة والسبت والزيارة يوم الجمعة بعد الصلاة حسن ويوم السبت إلى طلوع الشمس ويوم الخميس فى أول النهار وقيل فى آخر النهار وكذا فى الليالى المتبركة لا سيما ليلة براءة وكذلك فى الأزمنة المتبركة كعشر ذى الحجة والعيدين وعاشوراء وسائر المواسم كذا فى الغرائب (الفتاویٰ الهندية، ج۵، ص ۳۵۰، کتاب الکراهية، هنديه الباب السادس عشر)

[۲] زيارة المقابر فى العيد:

تستحب فى العيد زيارة القبور والسلام على أهلها والدعاء لهم، لحديث: نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها وفى رواية "فإنها تذكر الآخرة وحديث أبى هريرة مرفوعا: زوروا القبور فإنها تذكر الموت .وكره زيارتها ابن سيرين وإبراهيم النخعي والشعبى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱، ص ۱۱۸، مادة ”عيد“)

[۳] عوض (اى الشيطان) لهم عن سرعة الدوبة زيارة القبور قبل ان يرجعوا الیٰ اهليهم يوم العيد وزين لم ذالک واراهم ان زيارة الاقارب من الموتى فى ذالک اليوم من باب البروزيادة الودلهم وانهٗ من قوة التفجع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ

محمد رضوان خان

26/محرم الحرام/1441ھ 26/ستمبر/2019 بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علیهم اذ فقد هم فی مثل هٰذا العید وفی زیارة فی غیر هٰذا الیوم من البدع والمحرمات ما تقدم ذکرہٗ فی زیارة القبور فکیف به فی هٰذا الیوم الذی فیه النساء یلبسن ویتحلین ابتداءً ویتجملن فیه بغایة الزینة مع عدم الخروج فکیف بهن فی الخروج فی هٰذا الیوم ،فتراهن یوم العید علی القبور متکشفات قد خلعن جلباب الحیاء عنهن فبدل لهم موضع السنة محرماً ومکروهاً ، فالمکروہ فی کونه اخرهم عن سرعة الدوبة الی الاهل لانها السنة کما تقدم والمحرم ما یشاهد الزائر من احوالهن فی المقابر علی الصفة المذمومة المتقدمة (المدخل لابن الحاج، ج ۱ ص ۲۸۶،الموسم الاول عید الاضحیٰ)

TOYOTA GENUINE PARTS

HONDA GENUINE PARTS

حافظ احسن: 0322-4410682

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

حافظ الیاس حافظ اسامہ

گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور

0313 / 0333 -4410682

4318-C

چوک گوالمنڈی، راولپنڈی

Ph:051- 5530500 / 5530555

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

Join us f on ashrafautos.rawalpindi

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 52 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن'' کی دعوت (حصہ سوم)

رجلِ مومن کی دعوت (اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں ہماری مدد کون کرے گا)

''رجلِ مومن'' نے اپنی بلیغ اور پر اثر گفتگو کے ذریعے فرعونیوں کو حق اور صداقت کی طرف دعوت دی اور نہایت لطیف انداز میں حق وصداقت پر آمادہ کرتے ہوئے، دولت وحکومت کے فنا وختم ہوجانے کی طرف فرعون اور آلِ فرعون کو نصیحت کرتے ہوئے مزید کہا کہ اے میری قوم! آج تمہارے لیے سلطنت واقتدار ہے، جس کے ذریعے تم اس سرزمین میں غالب وحکمران ہو، لیکن اگر ہم نے موسیٰ کو قتل کردیا، اور اس کے بدلے میں ہمارے اوپر اللہ کا عذاب آجائے، تو یہ بتاؤ کہ ہماری اس موقع پر کون مدد کرے گا۔

''رجلِ مومن'' کی اس بات کے جواب میں فرعون نے اپنے درباریوں اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تم لوگوں کو وہی رائے دوں گا، جو میں بہتر سمجھ رہا ہوں، اور میں تم کو وہی راستہ بتا رہا ہوں، جو عین مصلحت ہے، اور وہ یہی ہے کہ موسیٰ کو قتل کردیا جائے۔

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یٰقَوْمِ لَکُمُ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ظٰھِرِیْنَ فِی الْاَرْضِ. فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ اللّٰہِ اِنْ جَآءَ نَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِیْکُمْ اِلَّا مَآ اَرٰی وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ (سورۃ غافر، رقم الآیۃ ۲۹)

یعنی ''اے میری قوم! آج تو تمہیں ایسی سلطنت حاصل ہے کہ زمین میں تمہارا راج ہے، لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہے، جو اس کے مقابلے میں ہماری مدد

www.idaraghufran.org

کرے؟ فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی رائے دوں گا، جسے میں درست سمجھتا ہوں، اور میں تمہاری جو رہنمائی کررہا ہوں وہ بالکل ٹھیک راستے کی طرف کررہا ہوں''۔

''رجلِ مومن'' کی دعوت کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگ آج مصر میں حکومت والے ہے، اور تم لوگ غالب اور حکمران ہو، آج تو تم لاؤلشکر اور ساز وسامان رکھتے ہو جس کو چاہتے ہو قتل کردیتے ہو اور جس کو چاہتے ہو زندہ رہنے دیتے ہو، ہر طرح سے بااختیار ہو، لیکن جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے، تو ساری حکومتیں اور سلطنتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں، اور اس موقع پر اللہ کے عذاب سے انسان کو کوئی نہیں بچاسکتا۔

''رجلِ مومن'' کی یہ بات سن کر فرعون کو اور زیادہ فکر ہوئی کہ یہ تو بات بڑھتی جارہی ہے، اس کی باتوں سے تو لوگ اور زیادہ مطمئن ہوجائیں گے، اور موسیٰ کی طرف راغب ہوکر ان کی دعوت کو قبل کرلیں گے، اس لیے اس نے کہ میری رائے ہی زیادہ صحیح ہے، اور میرے نزدیک اس سارے معاملے کا ایک ہی حل ہے، وہ یہ کہ موسیٰ کو قتل کردیا جائے، تاکہ یہ سارا معاملہ ختم ہوجائے، اور اس کے علاوہ میرے نزدیک اس کا کوئی حل نہیں، کیونکہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تمہیں آنے والی مصیبت سے بچانا چاہتا ہوں۔

دنیا کے ہر ظالم اور جابر کا یہی طریقہ کار ہے کہ وہ اپنے ظالمانہ نظام کو ہی صحیح قرار دیتا ہے، حالانکہ یہ سراسر گمراہی ہے، ظلم وستم کفر وشرک کا راستہ ہے، بھلا وہ کیسے بہتر ہوسکتا ہے؟

رجلِ مومن کی دعوت (گزشتہ قوموں کے عذاب کی تذکیر و یاددہانی)

رجلِ مومن نے کہا کہ اگر تم موسیٰ علیہ السلام کو اسی طرح جھٹلاتے رہے، اور ان کی مخالفت اور بد دشمنی پر اسی طرح اڑے رہے، تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تمہیں وہ دن دیکھنا نہ پڑے، کیونکہ میں تم پر پچھلی قوموں کے انجام کا خوف کررہا ہوں، جنھوں نے انبیائے کرام کو جھٹلادیا، اور ان کو تکالیف پہنچائیں، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہ عذاب کا دن آجائے، جس طرح سے نوح علیہ السلام کی قوم پر، اور ھود علیہ السلام کی قوم ''عاد'' پر، اور صالح

www.idaraghufran.org

علیہ السلام کے قوم ”ثمود“ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنی رحمتیں نازل کیں، ہر طرح کی نعمتوں اور صلاحیتوں سے نوازا، لیکن وہ اپنی ضد، ہٹ دھرمی، سرکشی اور نافرمانیوں میں مبتلا رہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ قومیں مختلف عذابوں کے ذریعے تباہ و برباد کردی گئیں۔

اور تمہارا جو طور طریقہ ہے، اور تمہاری جو روِش ہے، وہ پچھلی قوموں والی ہی ہے، اس لیے یہ بات یاد رکھو کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آئے گی، تو وہ تمہارے اپنے عمل ہی کی وجہ سے آئے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم وزیادتی نہیں کرتا، بلکہ لوگوں کے اپنے جرائم کی سزا ہی ان کو دیتا ہے۔

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ. مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ(سورة غافر، رقم الآيات ٣٠، ٣١)

یعنی”اور جو شخص ایمان لے آیا تھا اس نے کہا کہ اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ تم پر ویسا ہی دن نہ آجائے جیسا بہت سے گروہوں پر آچکا ہے۔(اور تمہارا حال بھی ویسا نہ ہو) جیسا حال نوح (علیہ السلام) کی قوم کا، اور”عاد“و”ثمود“ کا، اوران کے بعد کے لوگوں کا ہوا تھا، اور اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا“۔

یہ جملے رجلِ مومن کی جرأت واستقامت اور ایمان پر استقامت پر بہت اچھی طرح دلالت کرتے ہیں، جس نے فرعون کی مداخلت کی پرواہ کیے بغیر اپنی بات جاری رکھی، اور صاف صاف فرعون اور آلِ فرعون سے کہا کہ میں ایک بہت بڑا خطرہ محسوس کررہا ہوں، اس لیے خیرخواہی کا تقاضا ہے کہ میں تمہیں اس سے آگاہ کروں، وہ خطرہ یہ ہے کہ جب بھی کسی قوم نے ان کی ہدایت کے لیے آنے والے پیغمبر کو قتل کرنے کی کوشش کی ہے، تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ضرور آیا ہے، مثلاً نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوح کو جھٹلایا، تو ان پر اللہ کا عذاب آیا،”قومِ عاد“ نے ھود علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا، تو ان کو اللہ نے اپنی پکڑ میں لیا، اسی طرح”قومِ ثمود“ نے صالح علیہ السلام کو

www.idaraghufran.org

جھٹلایا،اوران کی بات نہیں مانی،تو وہ بھی اللہ کے عذاب کا شکار ہوئے،اور یہ قومیں ہمارے قریب ہی رہتی رہی ہیں،اوران کے حالات سے ہم اچھی طرح واقف ہیں۔

اور آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی یہ نہیں چاہتا کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرے،وہ تو بڑا ہی رحیم وکریم ہے،اس لیے اگر لوگ اپنے طرزِ عمل کو بدل لیں،توبہ واستغفار سے اپنے اللہ کو راضی کرلیں،تو اس کی رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں،لیکن اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی اس ڈھیل سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے رسول کو قتل کرنے کی کوشش کریں،تو پھر اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا ظہور ہوتا ہے،اور اللہ تعالیٰ کی قدرت حرکت میں آتی ہے۔ [1] (جاری ہے......)

[1] هـذا إخبـار مـن الـلـه عز وجل عن هذا الرجل الصالح مؤمن آل فرعون أنه حذر قومه بأس الله تعالى فى الـدنيا والآخرة فقال: يـا قـوم إنـى أخاف عليكم مثل يوم الأحزاب أى الذين كذبوا رسل الله فى قديم الدهر كـقـوم نـوح وعـاد وثمود والذين من بعدهم من الأمم المكذبة كيف حل بهم بأس الله وما رده عنهم راد ولا صـده عـنهـم صـاد ومـا الله يريد ظلما للعباد أى إنما أهلكهم الله تعالى بذنوبهم وتكذيبهم رسله ومخالفتهم أمره فأنفذ فيهم قدره(تفسير ابنِ كثير، ج۷ص ۱۲۹ ، سورة غافر)

طب وصحت — "سنوت" میں ہر مرض کی شفاء ہے — حکیم مفتی محمد ناصر

سونف

احادیث میں بیان کردہ "سنوت" کے مصداق میں محدثین اور اہلِ لغت نے بالعموم بہت سے مفید نباتاتی تخم وبیج اور مختلف نباتات پر مشتمل جڑی بوٹیاں مراد لی ہیں، اور بالخصوص کچھ خاص تخم وبیج بھی مراد لیے ہیں، جن میں "سونف" بھی شامل ہے۔ [1]

سونف کو عربی زبان میں "رَازِیَانَج"، فارسی میں بادیان، اور بنگلہ زبان میں میٹھا جیرہ، اور انگریزی میں Fennel کہا جاتا ہے، جبکہ سونف کا سائنسی نام Feoniculum ہے۔

سونف ایک بہترین اور سستی جڑی بوٹی ہے جو ہمارے باورچی خانے کی زینت ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری بہت سی بیماریوں کا علاج بھی ہے، اور اپنے کئی فوائد اور خصوصیات کی وجہ سے صرف مستند طبی نسخوں میں ہی شامل نہیں کی جاتی، بلکہ سونف کو خوشبودار مہک اور شیریں ذائقہ کی وجہ سے بہت سے غذائی مصالحہ جات اور اکثر لذیذ ولطیف کھانوں میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔

سونف کا مزاج

سونف کا مزاج نظریہ ثلاثہ اور نظریہ اربعہ کے اطباء نے تر گرم، اور گرم تر قرار دیا ہے (المفردات الاسلامی، صفحہ 181، مصنفہ: حکیم فیض محمد فیض، مطبوعہ: فیض الحکمت اسلامیہ کالج، اوکاڑا، کنز العقاقیر از حکیم اشرف

---

[1] ک م ن: كَمُّون [جمع]: (نت) نبات زراعيّ عُشبيّ حوليّ من التوابل أدقّ من السِّمسم، أصنافهُ كثيرة تستخرج منه مشروبات صحِّيَّة نافعة، وهو مُنبِّه للمعدة يُزيل سوء الهضم والمَغَص.
"كَمُّون أسود/ بَرِّيّ ."(معجم اللغة العربية المعاصرة، لأحمد مختار عبد الحميد عمر، المتوفى: 1424 هـ، مادة "ک م ن"، الناشر: عالم الكتب)
(الكمون) نَبَات زراعي عشبي حَولي من الفصيلة الخيمية بزوره من التوابل وأصنافه كَثِيرَة مِنْهَا الْكرْمَانِي والنبطي والحبشي والكمون الحلو هُوَ الآنسهون والأرمني هُوَ الكرويا (المعجم الوسيط، لمجمع اللغة العربية بالقاهرة، ج ٢، ص ٧٩٩، باب الكاف، الناشر: دار الدعوة)

www.idaraghufran.org

شاکر صاحب، صفحہ 166) [1]

جبکہ بعض اطباء نے سونف کا مزاج گرم خشک لکھا ہے (خواص المفردات، از حکیم مظفر حسین اعوان، صفحہ 302)

مگر سونف اپنے خواص اور فوائد کے اعتبار سے پیشاب آور اور کاسرِ ریاح ہے، جو اس کے خشک ہونے کی نفی کرتی ہے، نیز تجربہ بھی سونف کے تر ہونے پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ سونف کے خشک سرد ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ جب سردی تری میں جسم کپکپاہٹ ولرزہ یا ملیریا کا شکار ہو، تو اس کیفیت میں سونف کا استعمال مفید ہونا چاہئے، لیکن ملیریا کی اس کیفیت میں سونف کا استعمال مفید ہونے کے بجائے نقصان دہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سونف کا مزاج گرم خشک نہیں ہے (المفردات الاسلامی، صفحہ 53، مصنفہ: حکیم فیض محمد فیض، مطبوعہ: فیض الحکمت اسلامیہ کالج، اوکاڑا)

خشکی کے چند امراض

سونف کا مزاج کیونکہ تر گرم، گرم تر ہے، اس لئے علاج بالضد کے اصول کی رو سے تر گرم مزاج کی حامل سونف، خشک سرد امراض کی علامات کے لئے تنہا، یا دیگر مرکبات کے ساتھ مفید دواء ہے، خشکی کے چند امراض ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں، تا کہ معلوم ہو سکے کہ سونف کن امراض کے لئے مفید ہو سکتی ہے:

خشکی کے امراض میں دماغی کمزوری، نیند کی کمی، نظر کی کمزوری، سردرد (یعنی صداع ریحی)، خشک دمہ (یعنی دمہ یابس)، خشک نزلہ، چڑچڑاپن، خشکی کی وجہ سے گلے کا ورم (یعنی ورم لوزتین)، آنکھ میں سرخ گوشت (یعنی ناخونہ)، گردہ کا درد (یعنی وجع الکلیہ)، خشکی کی وجہ سے معدہ کی کمزوری، معدہ کی تیزابیت اور درد، ریح کی کثرت اور معدے کی سوزش (یعنی گیسٹرک کا ہونا) اور اس کی وجہ سے جسم میں دردوں کا ہونا، قبض، منہ ٹیڑھا ہونا (یعنی لقوہ)، غیر طبعی حرکات (یعنی رعشہ، جس میں

---

[1] بعض اطباء کے مطابق سونف کے اندر گرمی کے مقابلے میں تری زیادہ ہے، اس لئے انہوں نے سونف کا مزاج تر گرم لکھا، جبکہ دیگر بعض اطباء نے سونف کو مصالحہ جات کی فہرست میں شمار کرتے ہوئے سونف کے اندر تری کے مقابلے میں گرمی ہونے کو زیادہ ترجیح دی، اس لحاظ سے انہوں نے سونف کا مزاج گرم تر لکھ دیا۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سونف کے اندر تری گرمی کی خاصیت زیادہ پائی جاتی ہے، اور اس کے مقابلے میں سردی خشکی کا عنصر سونف میں نہیں پایا جاتا ہے، اس لحاظ سے اطباء نے سونف کے مزاج کو تر گرم، یا گرم تر لکھ دیا ہے۔

بدن کی رطوبت اور روغن کی کمی ہوجاتی ہے، غدد اور پٹھوں کا تعلق قوتِ نفسانی سے ٹوٹ جاتا ہے، اور غیرارادی حرکات سرزد ہوتی ہیں، اور بازو اور سر ہلنے لگتا ہے) خشکی کی وجہ سے جلن والی خارش، اور جلد کا پھٹنا، اور خواتین میں ماہواری کے خون کی بے قاعدگی وتکلیف، جسم میں خشکی کی وجہ سے کینسر (یعنی سرطان) کا ہونا، تپ دق (یعنی ٹی بی، جس میں تھوک کے ساتھ خون آئے) وغیرہ، خشکی کے امراض ہیں، جن میں سونف کا مفرد یا مرکب طور پر استعمال کر کے فائدہ وافاقہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سونف کا مختلف امراض میں مفرد یا مرکب استعمال

نظر اور دماغی کمزوری کے لئے سونف کا استعمال

سونف اور کوزہ مصری کو ہم وزن باریک پیس لیں، اور روزانہ صبح وشام چھوٹا آدھا چمچ ہمراہ پانی استعمال کریں، دماغ کی طاقت اور نظر کی تیزی کے لئے مفید ہے۔

نیز نظر کی کمزوری اور حافظہ کی مضبوطی کے لئے بادام ایک پاؤ (بغیر چھلکا اُتارے)، سونف ایک پاؤ، مصری ایک پاؤ، کالی مرچ 60 گرام، پیس کر نہار منہ ایک چھوٹا چمچ صبح، شام دودھ یا پانی کے ساتھ حسبِ منشاء کھلائیں، ان شاءاللہ دُور اور قریب کی نظر کی کمزوری میں چشمہ اُتر جائے گا۔

اس کے علاوہ مغز بادام، سونف، خشک دھنیا اور کوزہ مصری برابر وزن موٹا موٹا کوٹ کر بڑا چمچ دن میں دو مرتبہ پان کی طرح چبانا، اور رس نگل کر پھوک پھینک دینا بھی نظر کو تیز کرتا ہے، یہاں تک کہ عینک کی عادت بھی دور ہوجاتی ہے، بشرطیکہ گرم خشک غذاؤں اور تیز مرچ مصالحہ جات سے پرہیز کیا جائے۔

سردرد کے لئے سونف کا استعمال

سر کا درد اگر معدے کی خرابی کی وجہ سے ہو، جس میں ریاح یعنی گیس دماغ کی طرف چڑھتی ہو، اور قبض کی شکایت بھی رہتی ہو، تو اس کے لئے سونف اور سناء مکی کا سفوف ہم وزن لے کر دن میں ایک مرتبہ ہمراہ پانی کھانا ریاحی سردرد کے لئے فائدہ مند ہے۔

www.idaraghufran.org

خشک دمہ وکھانسی،نزلہ اور گلے کے ورم یعنی ٹانسلز کے لئے سونف کا استعمال

خشک دمہ وکھانسی اور جمے ہوئے نزلہ کے لئے سونف اور ملٹھی کا سفوف ہم وزن دن میں دو سے تین مرتبہ ہمراہ پانی کھانا خشک کھانسی کے لئے فائدہ مند ہے۔

نیز اگر ٹانسلز ہوں،تو اس کے لئے اسی سفوف میں ہم وزن کُٹھ شیریں کا سفوف شامل کرلیا جائے،تو ٹانسلز کے لئے بھی ان شاءاللہ یہ سفوف آرام دہ ہوگا۔

گردہ کا درد(یعنی وجع الکلیہ)کے لئے سونف کی افادیت

گردہ کا درد اگر عضلاتی (یعنی خشک)مزاج میں ہو تو اس لئے پانی کی کمی نہ ہونے دی جائے،اور اس کے ساتھ سونف اور سفید زیرہ کا قہوہ استعمال کیا جائے،گردے کے درد کے لئے مفید ہے۔

معدہ کی کمزوری کے لئے سونف کی افادیت

خشکی کی وجہ سے معدہ کی کمزوری،معدہ کی تیزابیت اور درد،ریح کی کثرت اور معدے کی سوزش (یعنی گیسٹرک)کا ہونا،سینے اور معدے کی گرمی وجلن،اور جسم میں دردوں یا قبض کا ہونا،اس کے لئے سونف کے بہت سے مرکبات تیار کیے جاسکتے ہیں،آسان اجزاء پر مشتمل دواء میں سونف، ہلدی، ملٹھی کا ہم وزن سفوف معدہ کی مذکورہ کمزوریوں کے لئے مجرب ومفید ہے۔

اس کے علاوہ معدے کی طاقت کے لئے تنہا سونف یا سونف کے ساتھ تین چار چھوٹی الائچیاں چبانا بھی فائدہ مند ہے،اور معدہ کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہونے والی منہ کی بدبو دور کرنے کے لئے بھی یہ مفید ہے۔

اس کے علاوہ سونف اور کالا نمک کا سفوف ملا کر دن میں دو بار استعمال کرنے سے بدہضمی ختم ہوتی ہے،اگر ڈکار زیادہ آتے ہوں تو سونف کے استعمال سے ان میں افاقہ ہوتا ہے،پیٹ کی تکالیف اور ہاضمے کی خرابیوں کے لئے بھی سونف استعمال کی جاسکتی ہے،سونف کے چبانے سے ثقیل کھانے بھی آسانی سے ہضم ہوجاتے ہیں۔

رعشہ میں سونف کی افادیت

غیر طبعی حرکات (یعنی رعشہ)جس میں بدن کی رطوبت اور روغن کی کمی ہوجاتی ہے،غدد اور پٹھوں کا

تعلق قوتِ نفسانی سے ٹوٹ جاتا ہے، اور غیر ارادی حرکات سرزد ہوتی ہیں، اور بازو اور سر ہلنے لگتا ہے)اس مرض کے لئے دیگر غذائی علاج کے ساتھ دواء کے طور پر سونف اور ملٹھی کا ہم وزن سفوف دن میں تین سے چار مرتبہ استعمال کرنا مجرب ثابت ہوا ہے، مگر اس کے ساتھ عضلاتی (یعنی خشک)مزاج غذاؤں سے پرہیز ضروری ہے۔

خواتین کے ماہواری کے خون کی بے قاعدگی میں سونف کی افادیت

خواتین میں ماہواری کے خون کی عضلاتی مزاج کی وجہ سے ہونے والی بے قاعدگی میں سونف کی افادیت مسلم ہے،اس کے لئے سونف، ہلدی اور ملٹھی کا ہم وزن سفوف مجرب ہے۔

یہ سفوف عام طور پر اکثر اطباء کے مطبوں میں موجود ہوتا ہے، اور اطباء نے اپنے طور پر اس مرکب سفوف کے مختلف نام رکھے ہوئے ہیں، چنانچہ بعض اطباء اسے ''سوسی'' کے نام سے پکارتے ہیں، جبکہ بعض اطباء ''اکسیر لاثانی'' اور بعض حضرات ''غدی اعصابی جدید'' یا ''قشری اعصابی جدید'' کے ناموں سے اس نسخے کو پکارتے ہیں۔

ہیضہ جاری میں سونف کے فوائد

ہیضہ جاری یعنی الٹیاں اور موشن کی کیفیت میں جب نظامِ ہضم بگڑ جائے، اور خاص طور پر دودھ پیتے بچے، جن کی غذا میں اکثر و بیشتر دودھ یا دودھ سے بنی چیزیں ہوتی ہیں، ایسے بچے ہیضہ جاری کی مذکورہ کیفیت میں عام طور پر مبتلا ہوتے رہتے ہیں، اور ان کے والدین بچوں کی اس طرح کی الٹیاں اور موشن دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں، بچوں کا رنگ بالکل سفید ہو جاتا ہے، اور بچے سوکھ کر دُبلے پتلے ہونے لگتے ہیں، ہیضہ جاری کی اس کیفیت میں سونف، اجوائن اور دار چینی کا قہوہ مجرب و مفید ثابت ہوا ہے۔

ہیضہ جاری دراصل مزاج میں رطوبت یعنی تری کی انتہاء ہوتی ہے، جس میں معدہ کو خشک غذاء کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے دار چینی، جس کا مزاج خشک گرم ہے، اور اجوائن جو گرم خشک مزاج کی حامل ہے، ان دونوں کے ساتھ سونف جو تر گرم ہے، ان تینوں کا قہوہ دن میں دو سے تین مرتبہ تین سے چار اونس پلانا دودھ پیتے بچوں کے ہیضہ جاری کی کیفیت کے لئے مفید و مجرب ہے۔

www.idaraghufran.org

اخبارِادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......28/ جمادی الاولیٰ، اور 5/ 12/ 19/ اور 26/ جمادی الاخریٰ 1441ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......30/ جمادی الاولیٰ، اور 7/ 14/ اور 21 جمادی الاخریٰ 1441ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں۔

□...... 2/ جمادی الاخریٰ، بروز منگل، مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب (مسئول: وفاق المدارس العربیہ، ضلع راولپنڈی) ادارہ میں تشریف لائے، اور مدیر صاحب کے ساتھ علمی گفتگو ہوئی۔

□......8/ جمادی الاخریٰ، بروز پیر، مولانا طلحہ مدثر صاحب کی نانی صاحبہ کا انتقال ہوگیا، بعد نمازِ مغرب جنازہ ہوا، اور عیدگاہ قبرستان میں تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرتِ کاملہ فرمائیں، اور پسِ ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں۔ آمین

□......13/ جمادی الاخریٰ، بروز ہفتہ مدیر صاحب جناب امجد جاوید صاحب کے یہاں عشائیہ میں مدعو تھے۔

□......19/ جمادی الاخریٰ، بروز جمعہ، مدیر صاحب مع بعض اراکینِ ادارہ جناب عارف صاحب کے یہاں عشائیہ میں مدعو تھے۔

□......21/ جمادی الاخریٰ 1441ھ، بروز اتوار، ادارہ میں بعض مریضوں کا مسنون تاریخ میں حجامہ کیا گیا۔

□...... 15/ جمادی الاخریٰ 1441ھ، بروز پیر تعمیرِ پاکستان سکول میں سالانہ امتحانات شروع ہوکر 26/ جمادی الاخریٰ 1441ھ، تک جاری رہے۔

آئینۂ احوال

(صفحات:780)

ماہ نامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی میں، شائع ہونے والے معاشرت، اخلاقیات، معاملات اور سیاسیات کے گرد گھومتے تجزیوں وتبصروں پر مشتمل اداریوں کا پہلا مجموعہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/جنوری/2019ء/25/ جمادی الاولیٰ/ 1441ھ: پاکستان:100 سے زائد کاروبار کے لیے 74 قسم کے لائسنسوں کی شرط ختم، کریانہ، کلاتھ، کلچہ شاپ جیسے کاروبار کے لیے لائسنس عام آدمی کے لیے مشکلات کا باعث، 30 دنوں کے اندر ختم کرنے کا حکم، وفاقی حکومت 22/جنوری: پاکستان: سکندر سلطان راجہ نئے چیف الیکشن کمشنر، پارلیمانی کمیٹی نے منظوری دے دی ادارہ جاتی اصلاحات، حکومت کا 440 میں سے 98 ادارے ضم اور ختم کرنے کا فیصلہ بیرونی قرض میں 156 فیصد اضافہ، غیر ترقیاتی قرضہ 84 فیصد ہوگیا 23/جنوری: پاکستان: انتظامیہ سے مذاکرات کامیاب، چکی مالکان کا آٹا 45 روپے کلو بیچنے کا اعلان، 45 سے زائد قیمت پر آٹا فروخت کرنے پر کاروائی ہوگی، ڈی سی، حکومت کے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہیں، چکی ایسوسی ایشن 24/جنوری: پاکستان: پاکستان میں کرپشن بڑھ گئی، ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل، نیب کی تعریف، پچھلے سال سکور 33 تھا، اب کم ہوکر 32 رہ گیا، امریکہ، کینیڈا، فرانس، ڈنمارک، برطانیہ کا سکور بھی کم رہا، نیوزی لینڈ شفاف ترین ملک قرار 25/جنوری: پاکستان: برطانیہ نے پاکستان کو محفوظ ملک قرار دے دیا، نئی ٹریول ایڈوائزری جاری کردی، پاکستان میں امن وامان کی صورتحال بہتر، شمالی علاقہ جات کا بذریعہ سڑک سفر بھی محفوظ، برطانوی شہری اب سیاحتی مقامات سے لطف اندوز ہوسکیں گے، برطانوی ہائی کمیشن 26/جنوری: پاکستان: سعودیہ نے عازمینِ حج پر 410 ریال اضافی فیس لاگو کردی، پاکستانیوں کو تین سو ریال ویزہ، 110 ریال انشورنس کے ادا کرنے ہوں گے، رقم حج پیکج میں شامل 27/جنوری: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ کے پی کے خلاف گروپنگ، 3 وزیر برطرف 28/جنوری: پاکستان: بچے کی پیدائش پر ماں کو 6 باپ کو 3 ماہ کی رخصت، ماں کو 3 باپ کو ایک ماہ کی بغیر تنخواہ کے اضافی چھٹی، سینیٹ میں مدریت پدریت رخصت بل منظور 29/جنوری: پاکستان: شرح سود 13.25 فیصد پر برقرار، رواں سال مہنگائی کی شرح 12 فیصد تک رہے گی، زرعی پیداوار کم ہونے کا خدشہ، گورنر سٹیٹ بینک 30/جنوری: پاکستان: کرونا وائرس سے پاکستان محفوظ، چینی سرحد بند کرنے کا فیصلہ، 4 پاکستانی طلبہ متاثر، ہلاکتیں 132، بیجنگ ونٹر اولمپکس منسوخ 31/جنوری: پاکستان: آٹا بحران میں پنجاب کی 204 فلور ملیں ملوث نکلیں، ساڑھے 5 کروڑ کے جرمانے

www.idaraghufran.org

✍ یکم/فروری: پاکستان: نئی ٹریول ایڈوائزری، برطانیہ کے بعد امریکہ نے بھی پاکستان کو محفوظ قرار دے دیا ✍ 50ہزار سے زائد خریداری پر آج شناختی کارڈ لازم، مہلت ختم ✍ 2/فروری: پاکستان: مہنگائی میں ہوشربا اضافہ، 9سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی، ادارہ شماریات ✍ 3/فروری: پاکستان: طورخم بارڈر پر سمگلنگ، ایف بی آر کے ممبر کسٹم، 4 کلکٹر عہدوں سے فارغ ✍ 4/فروری: پاکستان: چین سے پروازیں بحال، 234مسافر پاکستان پہنچ گئے ✍ 5/فروری: پاکستان: کوکنگ آئل، گھی کی قیمت میں 16روپے کلو اضافہ، پرچون پر کوکنگ آئل 256، گھی کی قیمت 254روپے کلو تک پہنچ گئی ✍ 6/فروری: پاکستان: یوم کشمیر، پورے ملک میں ریلیاں، قراردادیں پیش، شہر شہر، گلی گلی اظہارِ یکجہتی ✍ 7/فروری: پاکستان: لاہور ہائیکورٹ، حمزہ شہباز کی رمضان شوگر ملز کیس میں ضمانت منظور ✍ 8/فروری: پاکستان: گندم امدادی قیمت 1400روپے من، وزیرِ اعظم کی منظوری ✍ 9/فروری: پاکستان: مقبوضہ کشمیر محاصرہ جلد ختم کیا جائے، 120سے زائد برطانوی سکالرز کا مودی کو خط ✍ 10/فروری: پاکستان: کرونا وائرس، مزید ہلاکتیں جاری ✍ 11/فروری: پاکستان: وزیرِ اعظم کا مہنگائی سے نمٹنے کے لیے 15ارب ریلیف پیکج دینے کا فیصلہ ✍ 12/فروری: پاکستان: وفاقی کابینہ، وزیرِ اعظم کی گیس اور بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کی مخالفت، سرکاری حج پیکج 4لاکھ 90ہزار روپے مقرر ✍ رواں سال ہر ماہ انسدادِ پولیو مہم چلانے کی منظوری ✍ 13/فروری: پاکستان: سپریم کورٹ، کراچی سرکلر ریلوے 3ماہ میں چلانے کا حکم ایم ایل ون کے لیے 2سال کی ڈیڈ لائن ✍ 14/فروری: پاکستان: ڈیپارٹمنٹل سٹورز، ہول سیلرز پر شاپرز کے استعمال پر پابندی عائد، لاہور ہائیکورٹ کا تحریری حکم نامہ جاری ✍ 15/فروری: پاکستان: ترک صدر طیب اردوان کی پاکستان آمد، تجارتی حجم 5ارب ڈالر تک لے جانے کا اعلان، دونوں ملکوں میں فوجی تربیت، سیاحت، ریلوے، خوراک سمیت 13 مختلف شعبوں میں تعاون کے معاہدوں پر اتفاق ✍ مسئلہ کشمیر ہمارا ہے، طاقت سے نہیں انصاف سے حل ہوگا، طیب اردوان ✍ 16/فروری: پاکستان: نوشہرہ فیروز، رکن سندھ اسمبلی شہناز انصاری قاتلانہ حملے میں جاں بحق ✍ وزیرِ اعظم کے قریبی ساتھی، تحریکِ انصاف کے بانی رہنما نعیم الحق انتقال کر گئے، صدر وزیرِ اعظم و دیگر کا افسوس ✍ 17/فروری: پاکستان: پاکستان کبڈی کا عالمی چیمپیئن بن گیا، روایتی حریف بھارت کو سنسنی خیز مقابلے میں شکست ✍ کراچی زہریلی گیس پھیلنے سے 4افراد جاں بحق، 100سے زائد متاثر ✍ 18/فروری:

www.idaraghufran.org

پاکستان: بھارت،مظلوم کشمیریوں کی حمایت،ممبر برطانوی پارلیمنٹ بھارت پہنچتے ہی ڈی پورٹ،ترک سفیر کی طلبی

19/فروری: چین: کورونا وائرس سے 1800ہلاکتیں،امریکہ میں 40افراد متاثر 20/فروری:

پاکستان: ملک بھر کے یوٹیلیٹی سٹورز پر گھی،دالوں کی قیمتوں میں 5سے30روپے تک کمی۔

علمی و تحقیقی رسائل (جلد 11)

(1)...شفاعة فی الأخرة (اقسام واحکام)

(2)...اھلِ فترة و جاھلیة کا حکم

علمی و تحقیقی رسائل (جلد 12)

(1)...احادیث ختمِ نبوت

(2)...شَفَاعَةُ النَّبِيِّ لِأَبَوَيِ النَّبِيِّ

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Awami Poultry

Hole sale center

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے،مثلاً گردن،پوٹا کلیجی، وینگ،لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ،رتہ امرال،راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

www.idaraghufran.org

لذیذہ مرغ پلاؤ ®

Laziza Murgh Pulao ®

Laziza Murgh Pulao ®

لذیذہ مرغ پلاؤ ®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:

چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی

051-8489611

0300-9877045

Website for Order:

www.lazizamurghpulao.com

Contact All Branches:

51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی

051-8772884   0334-8082229

برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفاء ہے

جسم کا درد — ڈپریشن — ہائی بلڈ پریشر — عرق النساء — بواسیر

موٹاپا — گھٹیا — یرقان — دردِ شقیقہ — بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ — یورک ایسڈ — معدہ — شوگر — جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔ فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کاسب سے بڑا اورپرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اورشروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791

www.idaraghufran.org